اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / تیسرا اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ یکم/اپریل 2024ء بمطابق ۲۱/رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ بروز سوموار۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	پینل آف چیئر پرسنز۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	24
4	**قرارداد نمبر 4۔**	25
5	**مشترکہ قرارداد نمبر 3۔**	36
6	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	44

جلد 03　　☆☆☆　　شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ یکم/اپریل 2024ء بمطابق ۲۱/رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ بروز سوموار،
بوقت سہ پہر 03 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر،
بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ﴿۴۲﴾ ھُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَکَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا ﴿۴۳﴾ تَحِیَّتُھُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَہٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّلَھُمۡ اَجۡرًا کَرِیۡمًا ﴿۴۴﴾

﴿پارہ نمبر ۲۲ سُوۡرَۃُ الاحزاب آیات نمبر ۴۱ تا ۴۴﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بولتے رہو اُس کی صبح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اُس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اُجالے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔

وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! point of order۔ مجھے بولنے کا موقع دیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھیں، مَیں ذرا panel announce کردوں پھر آپکو موقع دیتا ہوں۔
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. اَمَّابَعْدفَا اَعُوْذُبِاللّٰہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔
مَیں قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئر پرسنز نامزد کرتا ہوں:

۱۔ جناب شعیب نوشیروانی صاحب ۲۔ جناب علی مدد جتک صاحب

۳۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب ۴۔ سید ظفر علی آغا صاحب۔

جناب اسپیکر: اِس سے پہلے کہ میں ایک گزارش کروں آپ سے، اپنا ریکی صاحب! صادق عمرانی صاحب! آپ سے گزارش ہے، سی ایم صاحب چونکہ یہاں نہیں ہے، اسمبلی گیٹ کے باہر کوئی احتجاج ہو رہا ہے اور وہ میرے خیال میں بلوچستان یونیورسٹی کے ملازمین کی تنخواہوں سے related ہے۔ اور اُس میں علی مدد جتک صاحب میرے خیال میں اِس پر تھوڑی سی اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ kindly اگر آپ دونوں ایک ساتھ دو بندے اور ملا لیتے ہیں، آپ چلے جائیں اُن کے پاس تھوڑا سا اُن کو مطمئن کریں، علی مدد جتک صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! اس طرح ہے کہ میں ہوں، میر عبید ہے، آغا پرنس عمر جان ہے اور میر لیاقت ہے، پہلے سے سی ایم صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی ہم گئے اُن سے مذاکرات کیے۔ ابھی بھی ہم چاروں اگر لیاقت اِدھری ہے تو ہم چلے جائیں گے اُن کے ساتھ مذاکرات کیلئے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! بلوچستان یونیورسٹی جب سے بنی ہے یہ بلوچستان کا سب سے پُرانا اور سب سے بڑا ادارہ ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ہماری teaching faculity ہر ماہ روڈوں پر خوار ہیں۔ اِس طرح سر یہ صوبے کی بدنامی ہے اور ایسی چیزوں کو ہمیں سنبھالنا ہوگا۔ میں یہی گزارش کرتا ہوں کہ کیونکہ ابھی تک حکومت form نہیں ہوئی ہے۔ قائد ایوان آج موجود نہیں ہے میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں As a Custodian of the House سر! آپ کو اِس مسئلے پر strict action لینا ہوگا۔ مَیں یہی گزارش کروں گا کہ آپ ایک رولنگ دیں۔ کیونکہ اگر ہم دیکھیں اٹھارہویں ترمیم کے بعد ہم نے ابھی تک اپنے تمام ہائیر ایجوکیشن کی جو یونیورسٹیز ہیں یا educational institutes ہیں، ہم نے اُن کو stream line نہیں کیا ہے۔ اِس میں سر! ہمیں قانون سازی کی ضرورت ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ گزشتہ چار ماہ سے بلوچستان یونیورسٹی کے آفیسرز، تمام ملازمین تنخواہوں سے محروم ہیں۔ اور اگر

یونیورسٹی کے ریونیو کو دیکھا جائے تو وہ پورا نہیں کر پاتا۔سر! per month 280 millions اِنکی requirement ہے جو سیلریز کی مد میں اُن کو ملیں۔ اب حالیہ کمیٹی کے شاید اُس پر ملاقات اور recommendation پر 205 million ریلیز ہوئے ہیں جو کہ اِن کی آدھی تنخواہ نہیں بنتے ہیں۔اِن کی چار ماہ کی تنخواہ ہیں،عید کا سیزن ہے، پھر یہ مارچ کے مہینے میں بچوں کے داخلے کا مسئلہ تھا۔مطلب ہمارے اُستاد، ہمارے پروفیسرز اِس طرح کی ایک کسمپرسی کی حالت گزار رہے ہیں جو کہ میں کہتا ہوں کہ ایک المیہ ہے اِس صوبے کے لیے۔میں گزارش کرتا ہوں اپنے حکومتی دوستوں سے اور آپ سے جو کمیٹیاں بناؤ گے فوری طور پر اِنکو جو چار ماہ کی جو تنخواہ ہیں اُنکو ریلیف ملے۔اِس کے بعد حکومت قانون سازی کریں تاکہ یونیورسٹی کو چلائیں۔کیونکہ ہماری حالت اِس مہنگائی میں اِس طرح ہوئی ہے اگر فی اسٹوڈنٹ پانچ سو روپے یونیورسٹی والے بڑھادیں تو ہمارے 50 فیصد اسٹوڈنٹس داخلہ نہیں لے سکیں گے۔ہمیں پتہ ہے سر! ہم public representative ہیں۔ ہمارے اسٹوڈنٹس یہاں پرائیویٹ ہاسٹلوں میں رہ رہے ہیں یا یونیورسٹی ہاسٹل میں رہ رہے ہیں۔اُن کو دو ٹائم کا کھانا مشکل ہوگیا ہے اِس مہنگائی میں۔اگر یونیورسٹی اپنی فیس بڑھادے تو پھر وہاں بھی مشکلات ہوں گی۔کیونکہ ہماری 50 percent ایجوکشن پر ایک منفی اثر پڑ جائے گا۔ تو میں یہی گزارش کروں گا کہ یہاں سے آپ خود رولنگ دیں، committee constitute کریں بحیثیت Custodian of the House پھر جا کر اِن سے ملیں گے، مذاکرات کریں گے تاکہ فوری طور پر سیکرٹری فنانس کو سیکرٹری ہائیر ایجوکیشن کو آپ involve کریں تاکہ اِس مسئلے کو حل کریں،شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you پرنس آغا عمر صاحب۔میڈم! ایک منٹ کیونکہ تھوڑا سا اِس issue کے اوپر اِن کے پاس مواد ہیں وہ اسکوشیئر کرتے ہیں یہ لوگ۔مائیک one کریں جی آغا صاحب۔

پرنس آغا عمر احمد زئی: جناب اسپیکر! Thank you so much جی۔اِس میں سب سے main چیز یہ ہے کہ اِنہوں نے کچھ دن پہلے سریاب روڈ بلاک کردیا تھا۔تو میں اِن کے پاس گیا مذاکرات کے لیے ساری ٹیم کی طرف سے۔تو اُن کے یہی مطالبے ہیں جیسے ابھی میر صاحب نے کہا کہ اُن کی چار ماہ کی تنخواہ ہیں۔اور اِس وقت یہ ہمارے لئے نا مناسب ہے کہ رمضان شریف میں ہر دن یہ دھرنا دے رہے ہیں اور آج یہاں اسمبلی کے باہر آئے ہیں۔میرا خیال جو ہماری کمیٹی سی ایم صاحب نے بنائی ہے اُس میں حاجی علی مدد صاحب ہیں،عبید صاحب ہیں اور ساتھ میں ہمارے لیاقت لہڑی صاحب ہیں۔تو اِن لوگوں نے جو سی ایم صاحب سے،مَیں اُس دن یہاں نہیں تھا تو مجھے اُس کی معلومات نہیں ہیں۔ تو سی ایم صاحب نے اِنکو twenty five کروڑ روپیہ کی ایک گرانٹ دی ہے۔مگر آج میں پھر گیا تھا اِن کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لیے۔تو وہ اُن کے لیے اِس لئے ناکافی ہیں یہ ظاہری بات ہے کہ اُن کی چار ماہ کی تنخواہ ہیں۔وہ تنخواہ

اِن کو ملنی چاہئیں۔ یہ نامناسب ہے۔ دیکھیں اِس وقت جتنے بھی ہمارے گورنمنٹ آفیسرز ہیں، اگر سب کو تنخواہیں مل رہی ہیں تو کیوں ہمارے ٹیچرز کو نہیں مل رہی ہیں؟ دیکھیں آج اسمبلی ہے، ہم اپنے ٹیچرز کی، اپنے اسٹوڈنٹس کی آواز ہیں۔ اگر ہم اُن کے لیے کھڑے نہیں ہوں گے آج تو پھر کون کھڑا ہوگا؟ اور یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک ٹیچر کے لیے یا ایک جو ہمارے پروفیسرز ہیں یا ہماری بہنیں اِس وقت روڈوں پر احتجاج کر رہی ہیں۔ تو میں فی الفور مانگ رہا ہوں کہ جی ایک کمیٹی بنی ہے، سی ایم صاحب کی قیادت میں۔ اُس میں سیکرٹری فنانس کو ڈالنا چاہیے اور جو بھی importantلوگ ہیں جو اُس میں ڈالنا چاہیے کیونکہ اِس میں main چیز ہے اِس میں ایک wayforward دیکھنا ہے۔ اِس میں صرف ایک چیز نہیں ہے آج ٹیچرز اِدھر دھرنا دے رہے ہیں۔ اِس میں جو VCs آئے ہیں مختلف اوقات میں، اُن پر ایک انکوائری ہونی چاہیے۔ جو اِس وقت یونیورسٹیز میں لوگ جو بیس بیس، تیس تیس سال سے بیٹھے ہیں۔ اور جو اُدھر کمائی کا ذریعہ بنایا ہے تو اُن پر ایک انکوائری ہونی چاہیے۔ دوسرے اُن پوسٹوں کو اُن کی ایک انکوائری آئے کہ کون کتنے وقت سے اُس پوسٹ پر بیٹھا ہوا ہے، اُن کو ہٹایا جائے۔ فریش لوگ competent لوگ لگائے جائیں اور اُس میں ایک wayforward ہو۔ اس طرح مَیں نے ابھی بھی اُن سے کہا ہے کہ جی اِس طرح ایک قدم اگر ہم آگے بڑھ رہے ہیں ایک قدم آپ کو بھی آگے بڑھنا پڑے گا کہ ہم دونوں مل کر اِس کو حل کریں۔ اور آپ کے لیے بھی مناسب نہیں ہے کہ آپ باہر اِس طرح دھرنا دیں۔ اور ہمارے لیے بھی اِس وقت مناسب نہیں ہے کہ اتنی جلدی سے یہ سارے پیسے اکھٹے ہوں۔ کیوں، میرے خیال میں یہ کوئی ایک ارب پلس بن رہے ہیں پیسے۔ باقی میں نے اُن کے سامنے ایک میں نے اپنی طرف سے ایک پیشکش کی کہ میں اپنی پی ایس ڈی پی کا 10 فیصد اپنے ٹیچرز اور اپنے اسٹوڈنٹس کے لیے دوں گا۔ کیونکہ اسی طریقے سے اگر ہمارے سارے MPAs دس دس پرسنٹ دے دیں تو یہ مسئلہ ویسے ہی حل ہو جائیگا۔ تو مَیں دینے کو تیار ہوں۔ اور مَیں نے یہ application بھی اپنی طرف سے بنا دی ہے۔ تو یہ میں ابھی آپ کے ساتھ بھجوا دوں گا کہ یہ سی ایم صاحب کو میری طرف سے آپ forward کریں۔ تو دیکھیں جب تک ہم اپنے ٹیچرز کے لیے اور اپنے اسٹوڈنٹس کے لیے اپنے barriers cross نہیں کریں اور comfort zone سے نہیں نکلیں تو میرا خیال ہے اور کوئی نہیں نکلے گا۔ یہ اسمبلی واحد جگہ ہے جہاں سے کوئی پیش قدمی ہو سکتی ہے۔ اور جہاں سے اِس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے۔ تو ہم دونوں طرف دیکھیں جہاں مسائل اُن کی طرف سے ہیں اُنکو بھی ہم correction کی طرف لے جائیں اور جو ہماری طرف سے پیش قدمی ہو سکتی ہے، ہم بھی اپنی پیش قدمی کریں۔ thank you so much۔

جناب اسپیکر: thank you آغا صاحب۔ آپ اِسی موضوع پر بات کریں گے؟ جی جی please۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: مَیں بات کرنا چاہ رہی ہوں اور یہ جو مسئلہ ہے جس طرح پرنس احمد صاحب نے بھی کہا۔ یہ چار

مہینے کا مسئلہ نہیں ہے یہ کئی سالوں کا مسئلہ ہے بلوچستان یونیورسٹی کا اور ہم سب بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ بلوچستان یونیورسٹی، بلوچستان کے لئے ایک asset ہے اور پورے بلوچستان سے اسٹوڈنٹس یہاں آ کر کے پڑھتے ہیں۔اور مَیں آپ کو بتاؤں کہ بحیثیت Spokes Person مَیں کام کر رہی تھی تو اُس وقت بھی بلوچستان یونیورسٹی میں کافی دھرنے چل رہے تھے۔اور exams کے دنوں میں بھی بلکہ اسٹوڈنٹس بھی دھرنے پر تھے پھر ٹیچرز بھی دھرنے پر تھے۔میری خود بھی ملاقات ہوئی تھی وی سی صاحب سے۔اور اُنہوں نے ایک لمبی لسٹ شکایتوں کی ہمیں دی تھی۔اُس وقت بھی چیف منسٹر سے مَیں نے ریکوئیسٹ کی تھی کہ ایجوکیشن اسی کے ذریعے ہم بلوچستان میں انقلاب بھی لا سکتے ہیں بلکہ اپنے educational جتنے بھی institutions ہیں، اگر یہاں ہم سب بیٹھے ہوئے ممبرز ہم اپنا سارا فنڈ بھی ایجوکیشن پر لگا دیں تو میرے خیال سے یہ سب سے زیادہ کارِخیر ہوگا۔اور اسکے ساتھ ساتھ بلوچستان یونیورسٹی کی بات مَیں یہاں ضرور کروں گی۔کہ دیکھیں بلوچستان یونیورسٹی میں dirty politics اِسکا بھی خاتمہ بہت ضروری ہے اور یہ مَیں نے اُس وقت نوٹ کیا کہ جب وہاں اسٹوڈنٹس دھرنے پر بیٹھے تھے امتحانوں کے دوران، وہاں کچھ ایسے گروپس بھی تھے جو آپ کے امتحان دے رہے تھے اور جو کچھ ایسے اسٹوڈنٹس تھے جو سڑکوں پر بیٹھ کر کے دھرنا دے رہے تھے ”کہ جی یہ امتحان نہیں ہونا چاہئے، جی ہماری تیاری نہیں ہے“۔تو جناب اسپیکر! آپ Custodian of the House ہیں آپ ضرور یہ رولنگ دیں کہ بلوچستان یونیورسٹی یا جتنے بھی ایجوکیشنل ادارے ہیں وہاں politics بالکل نہیں ہونی چاہئے۔اور politics وہ ہونی چاہئے جو تہذیب کے دائرے میں ہو اور جو ڈویلپمنٹ کے لئے ہو اور جو آپ کو groom کریں اس قسم کی dirty politics بلوچستان یونیورسٹی میں نہیں ہونی چاہئے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اسپیکر! وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی اسی موضوع پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: یہاں تو سب کہہ رہے ہیں کوئی پی ایس ڈی پی سے دے رہا ہے تو کوئی محترمہ کہہ رہی ہیں کہ ہم اپنا پورا فنڈ ہی ایجوکیشن میں دے دیں۔وہ تو بالکل ٹھیک ہے اچھی suggestion ہے میرا آپ سے سوال ہے ایک چھوٹا سا کہ بلوچستان یونیورسٹی کا جو ٹیچنگ اسٹاف ہے کیا بلوچستان حکومت اُن کو تنخواہ دیتی ہے یا HEC دیتا ہے یا اُنکی تنخواہیں کہاں سے آتی ہیں تھوڑی سی مجھے کیونکہ مَیں طالب علم ہوں بحیثیت طالب علم کے آپ سے میرا سوال ہے کہ اُنکو تنخواہیں، کیونکہ اس وقت ہماری اسمبلی کے سامنے آ کے وہ بیٹھے ہیں یا کمیٹی بنی ہے یا سلسلہ بنا ہے تو میری تھوڑی سی راہنمائی کریں مَیں تو کورا ہوں اس سلسلے میں کہ انکو تنخواہیں کہاں سے جاتی ہیں اگر گورنمنٹ آف بلوچستان دیتی ہے تو پھر پوری پی ایس ڈی پی انکو دے دیں یا جو نان پی ایس ڈی پی ہے وہ بھی انکو دینی چاہئے اگر انکی تنخواہیں کہیں اور سے آتی ہیں تو

پھر آپ میری تھوڑی سی راہنمائی فرمادیں۔

جناب اسپیکر: آغا عمر صاحب! آپ اس کے اوپر کچھ وضاحت کرنا چاہتے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: جناب اسپیکر! جس طرح کہ سردار صاحب نے کہا کہ پہلے انکو H E C دیتا تھا 18th amendment سے پہلے، اسکے بعد یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے تو صوبائی حکومت ہی اسکا جو بھی wayforward ہے وہ صوبائی حکومت ہی نے دینی ہے۔۔۔(مداخلت) بلوچستان کا ابھی تک جی وہ سسٹم نہیں بنا ہے unfortunately۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ اچھا اس طرح ہے تھوڑا سا مئیں آپ کو ایک منٹ۔ آرڈر، آرڈر پلیز ایک منٹ۔ سردار عبدالرحمٰن صاحب آپ کو تھوڑا سا ہم اَپ ڈیٹ کرتے ہیں اس میں یہ purely صرف گورنمنٹ آف بلوچستان کی بھی ذمہ داری نہیں ہے اور purely HEC کی بھی نہیں ہے اس میں share holders ہیں دونوں جس میں HEC اپنا share ڈالتی ہے اور ساتھ ساتھ گونمنٹ آف بلوچستان بھی اُسمیں اپنا share ڈال کے ان دونوں کی پیمنٹ کرتے ہیں۔ تو یہ ایک اشتراک ہے ایک طور پر یونیورسٹیاں اُن کی پیمنٹ۔۔۔(مداخلت) share percentage آپ کو بتاتے ہیں ابھی مَیں نے بتایا۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: 18th amendment میں یہ تمام devolve ہوئے ہیں۔ لیکن 18th amendement میں یہ بھی تھا کہ devolved subject اُنکے assets بھی آپ devolve کریں گے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے کیا کیا کہ جو devolve کیئے ہیں اُنکے assets اُس نے اپنے پاس رکھا۔ فرض کریں جو لیڈی ہیلتھ ورکرز تھے آٹھ ہزار۔ ہم نے کہا کہ اُنکی تنخواہیں آپ بھیج دیں۔ لیکن اُس وقت تنخواہیں نہیں بھیجیں بارہ ہزار جو، پانچ ہزار ٹیچرز تھے وہ بھی ہم نے بلوچستان نے equipt کی۔ سر! اس وقت actually پوزیشن یہ ہے کہ بلوچستان کا HEC کیوں نہیں بنا اس لئے نہیں بنا کہ بلوچستان کی پیٹی میں اِتنے پیسے نہیں تھے۔ ہم نے کہا فیڈرل گورنمنٹ سے کہ آپ جو پیسے HEC کو دے رہے ہیں وہ پیسے ہمیں دے دیں ہم اپنی HEC form کریں گے اب وہ HEC کو پیسے مل رہے ہیں کتنا مل رہا ہے I don't know لیکن اُس وقت تمام کے تمام پیسے فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہاں البتہ matching grant پراونشل گورنمنٹ دیتی تھی کبھی آٹھ ارب کبھی نو ارب تو اس وقت جو پرابلم ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں ٹیچروں کو تنخواہ دینی چاہئے اسکے بعد چیف منسٹر صاحب، گورنمنٹ کے وہ جا کے فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں کہ اٹھارہویں ترمیم میں یہ ضرور تھا کہ یہ devolve رہیں but اٹھارہویں ترمیم یہ بھی تھی کہ assets بھی آپ devolve کریں ناں۔ تو یہ مَیں نے clearification کی کہ اس وقت گنجائش ہے

فیڈرل گورنمنٹ کے پاس کہ یہ جو بلوچستان کے اُس میں دیتے تھے universities کو وہی amount ہر سال دے دیں باقی matching grant بلوچستان حکومت دے دے۔لیکن چونکہ یہ important issue ہے اس میں کم از کم ہمیں اُن کو ریلیف دینا چاہئے۔۔۔(مداخلت) صرف assets یہ تھے ناں کہ آرٹیکل 47 جو ہے ناں concrrent list کے devolve ہوئے۔اُن میں وہاں ان کے assets ایک تو انکی تنخواہیں تھیں دوسرے ہر ڈیپارٹمنٹ کے اپنے اپنے assets تھے فرض کریں لیبر کے اپنے assets تھے وہاں پر۔تو فیڈرل گورنمنٹ نے یہ کیا کہ کہتے تھے کہ یہ لے لو 47 جو concurrent list کے تھے لیکن جو budgetary sections تھا اُسکو devolve نہیں کیا۔ہونا تو چاہئے تھا کہ وہ devolve بھی ہوتے۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یعنی کہ flaws فیڈرل گورنمنٹ لیول کے اوپر ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: flaws ہیں۔باقی صوبوں نے بنایا آپ نے نہیں بنایا۔اگر آپ بنائیں گے تو اس کے باوجود بھی جو فیڈرل گورنمنٹ کو پلاننگ کمیشن یا فنانس پہلے دیتا تھا اُنکو دینے کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب اسد صاحب! پلیز۔ ہدایت الرحمٰن صاحب! آپ اسی موضوع پر بولیں گے؟ جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: باقی درد بھی ہیں وہ بعد میں بیان کریں گے، پہلے یہ درد بیان کرتے ہیں۔ یہ ابھی ''پڑھا لکھا، بڑھے گا، پڑھے گا بلوچستان۔ بڑھے گا بلوچستان''۔ یہ مہم بھی چل رہی ہے کہ ہر بچہ سکول میں، یہ مہم بھی بلوچستان میں چل رہی ہے۔اور ہمارے ٹیچرز احتجاج میں ہیں سڑک پر ہیں۔ اِس پر حکومت کو بھی جو کھیتران صاحب نے فرمایا کہ فنڈز کون دیتا ہے۔بلوچستان کے جس چپے پر احتجاج ہوگا بلوچستان حکومت ذمہ دار ہے۔ہم سب ذمہ دار ہیں۔تو اِس کی ذمہ داری کسی پر نہیں ڈالیں ہم سب کو ملکر مسئلے کو حل کرنا چاہیے۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔thank you ڈاکٹر صاحب۔جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اسپیکر صاحب! اِس نے کہا کہ جو بھی احتجاج ہوگا گورنمنٹ آف بلوچستان ذمہ دار ہوگی۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اِس کو آپ ہاؤس کا حصہ بنائیں۔کیونکہ کل میاں بیوی لڑیں گے تو اُس کا بھی ذمہ دار پھر گورنمنٹ آف بلوچستان ہوگی۔

جناب اسپیکر: اللہ بہتر کریں گا جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: جناب اسپیکر صاحب! آپ اپنی ذمہ داری لے لیں، اگر ذمہ داری نہیں لیں گے تو آپ اعتراف کریں ''کہ میں غیر ذمہ دار ہوں''۔

جناب اسپیکر: ہدایت الرحمٰن صاحب! پلیز آپ بیٹھیں مہربانی پرواہیں۔ جی اسد بھائی! جی مجھے بتائیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! جس موضوع پر آج بات ہو رہی ہے۔ قومیں بنتی ہیں یقیناً تعلیم، ہنر، ٹیکنالوجی کے حوالے سے۔ اس ملک میں المیہ یہ رہا ہے کہ انٹریسٹ پر چیزیں بنتی ہیں قانون سازی like, dislike بنتے ہیں۔ جو بنیادی حقائق ہیں اُن سے کافی ہم دُور رہتے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے دَور میں ایک اچھی شروعات ہوئی اٹھارہویں ترمیم ہوئی۔ بلوچستان کے ساتھی بھی شامل تھے۔ اُس میں بہت سی recomendations ہوئیں ایجوکیشن کے حوالے سے، بہت سے محکموں کے حوالے سے یہ فیصلہ ہوا کہ اُس concurrent list کے حوالے سے کہ اِنکو صوبوں کو دیا جائے۔ لیکن آج تک اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ کیونکہ کچھ مفادات ہیں جب یہ فیصلہ ہوا ہے ''کہ ایجوکیشن اکائیوں کو، صوبوں کو دیئے جائیں''۔ ابھی تک فیڈرل نے اپنے پاس رکھے ہیں۔ اور باقی بھی محکموں میں یہی ہے۔ یہ جو ہائیر ایجوکیشن کمیشن ہے۔ جتنے پیسے مجموعی طور پر اکھٹے ہو کے جمع ہوتے ہیں، وہاں دس ارب یا بیس ارب یا تیس ارب روپے وہاں جمع ہوتے ہیں۔ بلوچستان کو اُسکا share ملنا چاہیے۔ اور بلوچستان کا share اُن کو نہیں ملا ہے۔ اس کی سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ بلوچستان کی مل ملا کے سات یا آٹھ یونیورسٹیاں ہیں جناب اسپیکر صاحب! پنجاب کے اندر لاہور میں one hundred universities ہیں وہاں تو ایک دن پروفیسرز روڈوں پر نہیں نکل رہے ہیں۔ مطلب ایسی چیزوں سے استحصال کی بو آرہی ہے۔ انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ جو پیسے مجموعی طور پر پول میں اکھٹے ہوتے ہیں، جمع ہوتے ہیں جو بلوچستان کا actual share ہے اُس کی بھی کٹوتی کی جاتی ہے وہ نہیں مل رہے ہیں یہ simple سادہ ہے۔ اسلام آباد ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہا ہے۔ اس کے لئے بہتر ہے کہ اپوزیشن اور ٹریژری کی جانب سے باضابطہ ایک کمیٹی بنائی جائے۔ وزیراعظم پاکستان سے، پلاننگ کمیشن سے، اُن سے جا کے بات کریں۔ اپنا مکمل شیئر لیکر آئیں یہی بہتر ہوگا۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب بخت محمد کاکڑ: شکریہ جناب اسپیکر۔ یقیناً یہ ایک serious issue ہے یونیورسٹیز کے حوالے سے۔ پچھلے تین، چار سال سے جو بجٹ deficit آرہا ہے یونیورسٹیز کا۔ basically جو ہائیر ایجوکیشن کمیشن ہے، اٹھارہویں ترمیم کے بعد اُسکا role یہ رہ گیا ہے کہ یہ oversee کریگا overall جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں۔ اِس وقت بلوچستان میں گیارہ یونیورسٹیاں ہیں۔ اور most of universities جو ہیں وہ financial deficit face کررہے ہیں۔ اُس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پچھلے تین، چار سالوں میں فیڈرل گورنمنٹ سے جو بجٹ مل رہا تھا یہاں یونیورسٹیز کو وہی بجٹ ابھی بھی مل رہا ہے۔ اور یہاں صوبائی حکومت جو بجٹ دے رہی تھی وہ بجٹ ابھی بھی مل رہا ہے۔

لیکن درمیان میں یہ ہوا کہ پچھلے چار، پانچ سالوں میں سیلریز میں جو increase ہوئی، ایک مرتبہ تیس فیصد، پھر دس فیصد، پھر ہر سال بجٹ میں دس فیصد اضافہ ہوتا گیا۔ تو اِس وجہ سے یونیورسٹیز میں جو اُنکا بجٹ ہے وہ بڑھتا گیا۔ اور اب یونیورسٹی اِس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنے جو revenue وہ اتنے generate نہیں کرتے ہیں، جو بجٹ اُن کو ملتا ہے وہ کم پڑ رہا ہے۔ اِس میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد سندھ نے اور KPK نے اپنے HECs بنا لیے ہیں۔ وہ اپنا فنڈ کر رہے ہیں اپنی یونیورسٹیوں کو۔ اِسی طرح بلوچستان کو بھی ابھی جو یونیورسٹیز کا نیا ایکٹ آیا ہے، اُس کے تحت یہ بلوچستان حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ بلوچستان جو financial crunch face کر رہا ہے، اُسکو بلوچستان حکومت ہی meet کریگی۔ وہ resources کیا ہونگے۔ ایشوز ہیں یونیورسٹیز کی طرف سے اور چیف منسٹر صاحب نے اِس چیز کو، جو کمیٹی بنائی ہے اِن تمام چیزوں کو دیکھنے کیلئے کہ یونیورسٹیز کا بجٹ کیوں بڑھا؟ یونیورسٹیز کو overall research کا کیا وہ چل رہا ہے۔ اُن کا ڈویلپمنٹ بجٹ کتنی حد تک چلا۔ اُس وقت ضرورت جو اِس بات کی ہے کہ یونیورسٹیز کو ریفارمز کیلئے، وہ ایک الگ بات ہے کہ ہم ریفارمز ضرور کریں یونیورسٹیوں میں۔ لیکن اُس سے پہلے جو سیلری ہے یہ due right بنتا ہے تمام جو teaching faculty ہے، باقی جو supporting staff ہے یعنی چار مہینے سے اُن کی تنخواہیں نہیں ملی ہیں۔ وہ اپنے گھر کی گزر بسر کس طریقے سے کرتے ہیں؟ ہماری ذمہ داری یہی بنتی ہے کہ ہم اِس ایشو کو ان کے ساتھ بیٹھ کر re solve کریں۔ آپ ایک کمیٹی form کریں، وہ کمیٹی negotiate کرے، پھر چیف منسٹر کے نالج میں بھی یہ بات لائیں اُنکے ساتھ negotiate کریں کہ maximum ہم سے جتنا بھی ہوسکتا ہے، رمضان کا مہینہ ہے، آگے عید آ رہی ہے، اُن کے ساتھ ہم اپنے اساتذہ کو facilitate کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی آپ بھی اسی موضوع پر بات کرنا چاہتی ہیں۔ جی محترمہ شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: دیکھیں اِس ہاؤس کے پاس بھی ایک privilege ہے کہ اِس ہاؤس میں آپ اپنی اسمبلی کے اندر کمیٹیوں کی formation ہوتی ہے۔ میری suggestion یہ ہے کہ as soon as possible جتنی جلدی ہوسکے آپ اپنے ہاؤس کا یہ کام ختم کریں۔ کہنا شاید قبل از وقت اسلئے ہے کہ ابھی تک ہم نے اپنی کابینہ کی formation ہی نہیں کر سکے ہیں تو کمیٹیوں پر کہاں سے آجائیں گے۔ لیکن as a custodian of the House آپ کے اوپر یہ ذمہ داری آتی ہے کہ آپ اپنی اسمبلی کی جتنی جلدی ہوسکے کمیٹیز form کر دیں تاکہ اُسی کے اندر ایک ایجوکیشن کی کمیٹی بھی ہوگی۔ یہ بات صرف تنخواہوں تک محدود نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم! sorry to cut you! میڈم! آپ میری بات سنیں، گزارش ہے۔ دیکھیں! اپنے آپ کو ذرا correction کریں، یہ کمیٹیاں form کرنا یہ اسپیکر کا کام نہیں ہے۔ یہ CM اور لیڈر آف اپوزیشن کا کام

ہے، اُنہوں نے form کرنی ہے۔ وہ پھر ہمیں کریں گے، accordingly پھر چلیں گے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: دیکھیں نہیں نہیں مَیں اِسی لیئے کہہ رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ میری گزارش سنیں، آپ تشریف رکھیں۔ مجھے اِس کے اوپر تھوڑا سا، جو باہر دھرنا دینے والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اِس کے اوپر تھوڑی، فی الحال ہم نے اسکا حل نکالنا ہے۔ پھر بعد میں۔۔۔ (مداخلت)

محترمہ شاہدہ رؤف: مَیں اُسی کے بارے میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ صرف تنخواہوں کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: یہ بڑا hot issue ہے ایجوکیشن کو آپ پسِ پُشت نہیں ڈال سکتے۔ آپ ابھی دیکھیں، مجھے تو یہاں پر اب یہ پتہ چلا ہے کہ سی ایم صاحب نے کمیٹی بھی بنائی ہوئی ہے۔ ہمیں اِس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے، آپ لوگوں کو ہمیں confidence میں لینا چاہیے جو کمیٹی گئی ہے اُسکی کیا سفارشات تھیں، اُن کو کیا پتہ چلا ہے۔ وہ چیزیں ہم تک پہنچنی چاہئیں۔ یعنی ہم بھی یہاں پر آ کے جب blind بیٹھیں گے تو وہ جو تین بندوں کی کمیٹی constitute کی گئی ہے، اُس نے ابھی تک، اُسکی کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ اُس میں ہم سب کو، آپ کو inform کرنا چاہیے، میری صرف یہ رائے ہے کہ اس کو اِتنا light نہ لیا جائے کہ یہ صرف چار مہینے کی تنخواہیں ہیں۔ یہ آپ کے بلوچستان کا مستقبل ہے، یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہاں زیادہ ٹیچرز بھرتی کیئے گئے ہیں۔ اُس کے بعد آپ کی salaries increase ہوتی رہی ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ کی سیاست کی نذر ہوا ہے آپ کی ایجوکیشن کا سارے کا سارا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ تو for God sake اسکو اِتنا light نہ لیں، جتنی جلدی حکومت سے کیا ہمیں بھی جہاں جہاں آپ کو ضرورت ہوگی ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہونگے اس میں۔ یہ نہیں ہے، ہمیں اس پر politics نہیں کرنی ہے۔ Thank you۔

جناب اسپیکر: میڈم! آپ تشریف رکھیں مَیں آپ کو موقع دیتا ہوں آپ سے پہلے ممبرز نے کہا ہے، بیچ میں آپ آ جاتی ہیں۔ اچھا! میری گزارش یہ ہے آپ سب سے، جس جس نے آپ سب معزز ممبرز ہیں، آپ سب ہمارے لئے respectable ہیں، جس نے بات کرنی ہے، وہ بات کرنے کیلیئے ایک طریقہ کار ہے۔ اُس کو follow کریں اور اُس کے مطابق آپ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کے بات کیا کریں۔ ابھی اِس طرح جب ہر ایک بندہ جس کے جی میں بات آتی ہے وہ کھڑے ہو کے اور دوسرے کے بیچ میں بولنا شروع ہو جاتا ہے، وہ تھوڑا سا disorder ہو جاتا ہے ہاؤس کے اندر۔ وہ بات جو ہمیں جس topic کے اوپر کرنی ہوتی ہے یا جو کوئی constructive چیز ہمیں نکالنی ہوتی ہے یعنی کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم مسئلے کے حل کی طرف جائیں، ہم detrack ہو جاتے ہیں۔ مؤدبانہ گزارش ہے آپ سب حضرات سے آپ مہربانی کر کے جو بولنے کا طریقہ کار ہے، اُس کے مطابق آپ اُس procedure کو follow

کریں۔Thank you۔ جی ڈاکٹر صاحب آپ بتائیں۔تقریر نہیں ڈاکٹر صاحب! ایک گزارش یہ ہے آپ سے کہ آپ مہربانی کریں کہ تقریر نہیں اگر کوئی constructive چیز ہے آپ کے پاس جس کو کہ یہ مسئلے کے حل کی طرف ہم جاسکتے ہیں وہ بتائیں مہربانی۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: Thank you sir. اسپیکر صاحب! مَیں یہ suggest کرتا ہوں کہ جو ہمارے اساتذہ strike پر ہیں اِس سے ہمارے بچوں کی تعلیم بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔تو ہمیں priority دینی چاہیے کہ ہم اِس کا حل صرف چار مہینے کے لیے نہیں forever نکالنا چاہیے۔ابھی جو next ہمارا بجٹ سیشن آرہا ہے اِس میں اُن کی گرانٹ وہ فکس کریں۔اُن کی جو تنخواہیں ہوں یا جو بھی ہو وہ اُن کو دی جائیں تاکہ آئندہ پورے سال for the whole year میں یہ strike اور اُن کے جو یہ issues ہیں وہ حل ہوں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! بات اِسی پر کریں گے مہربانی کر کے آپ مجھے تھوڑا سا موقع دیں تاکہ ہمارے جو سینئر ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں ٹریژری بنچز پر۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: سر! ایک اور issue آپ کے پاس آئے گا BUITEMS کا۔ from the last two months, بیوٹمز کے جو ٹیچرز ہیں یا جو ملازمین ہیں اُن کو بھی salary 50% مل رہی ہے۔اور یہ سُنا ہے کہ اِس مہینے سے اُن کی بھی شاید salary کے لیے ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔تو بلوچستان میں ہماری جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں، چاہے خضدار میں ہے چاہے جہاں بھی ہوں اِن کے لیے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دیں تاکہ وہ پورے اِس تعلیمی نظام کو جو یونیورسٹیوں میں چل رہا ہے اُس پر بیٹھ کر اور اُن کی solution نکال لیں۔کیونکہ آج ایک یونیورسٹی کا مسئلہ یہاں آرہا ہے next year اور بھی یونیورسٹیوں کے مسئلے آپ کے پاس آنے والے ہیں۔دوسری بات سر! وہ بھی ایجوکیشن سے related ہے۔اِس وقت بلوچستان میں ہمارے، مَیں صرف ایک ژوب کی مثال دیتا ہوں اس وقت 515 ٹیچرز کی اسامیاں وہاں خالی پڑی ہیں، جن پر recruitment نہیں ہورہی ہے وہ بڑا لمبا process چل جاتا ہے کبھی کورٹ stay کرتی ہے کبھی جو کمیٹیاں بنتی ہیں وہ آپس میں لڑتی جھگڑتی ہیں اِن کا ایک تو permanent حل نکالا جائے اور فی الفور ایک ایسا آرڈر ہونا چاہیے کہ وہاں contract پر ٹیچرز بھرتی کریں کیونکہ اگر 515 ٹیچرز کی صرف ژوب میں اسامیاں خالی ہیں۔تو کم ازکم تین اسکول تو ہمارے بند پڑے ہیں۔جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں ایجوکیشن promote ہو جائے۔لیکن اِس سے ایجوکیشن، ہم لوگ اُدھر ریلیاں نکال رہے ہیں ''کہ ایڈمیشن لو''۔لیکن جب ایڈمیشن لیتے ہیں تو اسکول بند ہیں۔تو اِن کو اِس کے لیے کوئی سسٹم بنانا چاہیے۔ایک اور مَیں suggestion دیتا ہوں ہمارے جو پرائمری اسکول ہیں پورے بلوچستان میں اُس میں ایک ٹیچر ہوتا ہے وہ بیمار بھی ہوسکتا ہے وہ ٹیچر چھٹی پر بھی جاسکتا ہے

اور بھی اُس کے ساتھ کوئی tragedy ہو سکتی ہے۔ تو پورا وہ اسکول کبھی مہینہ، کبھی دو مہینے اُس ایک ٹیچر کی وجہ سے بند ہوتا ہے۔ تو اِس کے لیے مَیں کہتا ہوں کہ کم ازکم پرائمری لیول پر اگر جتنے بھی اسکول نئے کھولے جائیں یا جو پرانے اسکول ہیں اُن میں دو ٹیچرز کی اسامیاں ہونی چاہئیں۔ اور سر! یہی میری گزارش تھی کہ یہ جو ٹیچرز ہمارے یا جو ملازمین باہر بیٹھے ہوئے ہیں اِن کا مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ Thank you sir۔

جناب اسپیکر: صادق عمرانی صاحب! being a senior member، چونکہ سی ایم صاحب یہاں موجود نہیں ہیں، میری آپ سے گزارش ہوگی اگر آپ اپنے ساتھ علی مدد جتک صاحب، پرنس آغا عمر صاحب، گورگیج صاحب کو اور ساتھ ہی ہمارے اپنے MPA صاحب جو ہیں ولی محمد صاحب کو اگر آپ لے کر چلتے ہیں، اسکے اوپر یا پھر باہر جا کر سی ایم صاحب سے آپ بات کر لیتے ہیں اِس کے متعلق کوئی اگر تھوڑا بہت اِس میں گرانٹ کے سلسلے میں جو بھی کچھ ہو سکتا ہے تو اِس کا کوئی حل نکال لیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! پروٹوکول یہی ہے کہ یہ جو بھی کمیٹیاں بھیجی جاتی ہیں اُس میں اپوزیشن اور ٹریژری دونوں ہی جاتے ہیں۔ I am not interested but مَیں آپکو generally بتا رہا ہوں کہ جو بھی یہ ہوں گے، اُس میں اپوزیشن کا ایک دو ممبر ضروری ہیں۔ Thank you۔ جی۔

جناب اسپیکر: رحمت صالح بلوچ صاحب! please accompany them۔ اور آپ نے مسئلے کے حل کی طرف جانا ہے۔ وہاں کوئی ایسی خدانخواستہ اُدھر بھی اپوزیشن کا کردار ادا نہیں کرنا ہے۔ علی مدد صاحب! رحمت صالح صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔

میر محمد صادق عمرانی: سر! ہم لوگوں کی ایک قرارداد تھی۔

جناب اسپیکر: وہ ہو جائے گا۔ آپ آجائیں وہ کر لیں گے۔ وہ آپ کے بغیر نہیں ہوگا انشاءاللہ۔ آپ مہربانی کر کے ذرا اُن کو address کر کے آجائیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: مودبانہ گزارش سُن لیں پلیز جناب اسپیکر صاحب! خواتین کو بالکل موقع نہیں دیتے آپ بات کرنے کا۔ جناب اسپیکر! ایک چھوٹی سی بات ایک چھوٹی سی گزارش مَیں کہنا چاہتی ہوں۔

جناب اسپیکر: میڈم! آپ ہمارے لیئے قابل محترم ہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! چھوٹی سی بات مَیں مودبانہ گزارش کرتی ہوں آپ سے۔

جناب اسپیکر: سنیں، آپ مجھے over-run نہ کریں ناں، آپ مجھے over-turn نہ کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر صاحب! مَیں مودبانہ گزارش کر رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ میری بات سُنیں ایسا نہیں ہوگا آپ اِس طرح اپنی مرضی سے نہ بولیں۔گزارش آپ سے یہ ہے ایک دفعہ آپ کو مَیں نے موقع دیا،آپ کے ساتھ میڈم بیٹھی ہیں اُنھوں نے بات کرنی چاہیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: اُن کو موقع دے دیں جناب اسپیکر!مَیں یہی کہہ رہی ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ اپنی جگہ پر بیٹھیں ناں آپ کو دوبارہ turn ملے گا،آپ اِس طرح نہ کیا کریں۔جی۔

محترمہ ہادیہ نواز بلوچ: جناب اسپیکر!بلوچستان کے لیے تعلیم بہت ضروری ہے۔ پہلے سے ہی بلوچستان میں تعلیم کی بہت ہی تباہیاں ہیں۔لہٰذا بلوچستان میں تعلیم پر بہت زور دیا جائے۔اور تعلیم کے issue کو پہلے اُٹھایا جائے اور سب سے پہلے،کمیٹیاں تو بہت بنائی گئی ہیں۔لیکن ایسی کمیٹی بنائیں جس کا result تین دن کے اندر آنا چاہیئے۔اور وہ تین دن کے اندر ہی آپ کو رپورٹ بھی دے۔kindly یہ rule آپ ضرور بنائیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے میڈم!ایسا ہی ہوگا اِنشاءاللہ کمیٹیز کے اُوپر سی ایم صاحب آئیں گے اُس کے اُوپر ایسے ہی ہوگا۔اچھا!مَیں آپ کو تھوڑا سا update کروں،اِس سارے مسئلے کے حوالے سے۔گورنمنٹ آف بلوچستان سالانہ تقریباً 3ارب روپے صوبے کی یونیورسٹیوں کو فنڈز جاری کرتی ہے،تین ارب روپے۔جس کی تقسیم پراونشل فنانس کمیشن جس کا سربراہ وزیر خزانہ ہوتا ہے چونکہ ہماری cabinet ابھی بے نہیں،وہ اُن کو کرنی ہوتی ہے اور اُنہی کی سفارشات کے اُوپر یہ ہماری جو یونیورسٹیاں ہیں اُن کی آپس میں یہ تقسیم کار اُن کی ذمہ داری بنتی ہے۔جبکہ HEC ہر ایک یونیورسٹی کو ڈائریکٹ فنڈنگ کرتا ہے۔اور HEC نے گزشتہ دو سالوں سے اُنہوں نے صوبے کی یونیورسٹیوں کی گرانٹ میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔لہٰذا یہ صرف اور صرف بلوچستان گورنمنٹ سے related issue نہیں ہے،یہ فیڈرل گورنمنٹ سے ہے HEC کے ساتھ ہے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے اِس کا اظہار کیا۔اِس کے اُوپر باقاعدہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ case takeup کرنا پڑے گا تاکہ اِس مسئلے کا مستقل حل نکالا جاسکے۔یعنی کہ اگر بلوچستان گورنمنٹ اپنے حصے کی ساری فنڈنگ کرتی بھی ہے پھر بھی ہماری یونیورسٹیوں کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ even اُن کی salaries کے بھی مسئلے حل نہیں ہوسکتے۔تو اِس لیے یہ صرف بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ related نہیں ہے سی ایم صاحب کو آنے دیں ان کے ساتھ یہ case takeup کریں گے اِنشاءاللہ۔اُنہی کی recommendation کے اُوپر اگر مناسب ہوا کمیٹی بنائیں گے جو کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ملاقات کرے گی اِنشاءاللہ۔جی!یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: یہ مسئلہ تقریباً کسی حد تک تو آپ نے اِس پر کمیٹی روانہ کردی اِنشاءاللہ حل ہو جائے گا۔ دوسرا جو اہم issue ہے جناب اسپیکر!بلوچستان میں اِس وقت current issue وہ بجلی کا مسئلہ ہے۔کیونکہ بجلی کے مسئلے پر جو فیڈرل گورنمنٹ کا اور واپڈا کا جو بلوچستان کے ساتھ ظالمانہ رویہ برقرار ہے۔ابھی حال ہی میں لوگوں کو بجلی چھ

گھنٹے کے بجائے اُنھوں نے تین گھنٹے ، تین گھنٹے میں بھی کبھی اُن کو ایک گھنٹہ ملتا ہے کبھی نہیں ملتا ہے ۔ اِس ٹائم ہماری زراعت بالکل تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کا رویہ ہم لوگوں کے ساتھ، ابھی تو ہم لوگ خوش تھے کہ جی مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی یہ دونوں فیڈرل میں ہیں تو کم سے کم یہ ہمارے چھوٹے بڑے مسئلے یہ حل ہو جائیں گے لیکن مجھے یہ نہیں لگتا کہ جس طرح ہم پہلے اگر چھ گھنٹے ملتی تھی لیکن جب سے یہ نئی گورنمنٹ آئی ہے ابھی اِنہوں نے تین گھنٹے کر دیئے ہیں ۔ اِس پر آپ کوئی کمیٹی بنالیں ، پورے بلوچستان میں خاص کر مَیں اپنے ضلع کا بتا دوں کہ ہمارے خضدار ڈسٹرکٹ میں دادو سے بھی ہمارے پاس بجلی آرہی ہے ۔لیکن اُس کو start نہیں کیا جارہا ہے ۔ کہتے ہیں ''بجلی تو ہمارے پاس بہت ہے لیکن آپ لوگوں کو دینے کے لیے ہمارے پاس بجلی نہیں ہے'' ۔اور وہ جو تین گھنٹے دی جارہی ہے زمینداروں کو جس میں نال ، خضدار ، زہری، باغبانہ یا دوسرے علاقے ہیں ان میں جو تین گھنٹے دی جارہی ہے اُس میں بھی اتنی کم ہے کہ کوئی ٹیوب ویل اُس پر نہیں چلتا ۔ خاص کر دوسرے مسئلے ہم دیکھ رہے ہیں اور کم سے کم یہ بجلی fluctuation کے مسئلے ہم دیکھ لیں کیونکہ ہماری فصل کا ٹائم یہی ہے فصل پکنے والی ہے اور بجلی کی ضرورت ہے زمینداروں کو تو اِس پر مہربانی کر کے خاص کر وفاق تو ہمیں نہ بجلی دے رہا ہے نہ گیس دے رہا ہے اور ایک اِن کا ہمارے پاس PIA بچا ہوا تھا وہ بھی ہم سے چلا گیا ۔اور HEC کا حال یہ ہے وفاق کا رویہ ہم لوگوں کے ساتھ بالکل نامناسب ہے ۔ اور اِس پر آگے جا کر ہم اِنشاءاللہ وتعالیٰ کوئی نئی ترتیب بنادیں گے جب ہماری گورنمنٹ form ہو جائے گی ہم اُن سے بات کر لیں گے اور آگے کے لیے لائحہ عمل بنائیں گے ۔لیکن فوری طور پر آپ سے گزارش یہ ہے کہ بجلی کے مسئلے پر کیسکو چیف کو بُلایا جائے ۔کل آپ اُسکو بلائیں اور اُن سے بات کرلیں کہ جی تین گھنٹے کر لی ہے تین گھنٹے میں بھی لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک گھنٹہ بھی نہیں دی جارہی ہے ۔ تو اس پر ہمارا قصور کیا ہے؟ کم از کم واپڈا اپنا رویہ درست کر لے ۔نہیں ہے تو واپڈا اپنی بجلی اُٹھا کے ہم سے لے جائے ۔ ہمارا وہ پرانا اگر ہم اپنا سسٹم بحال کر سکتے ہیں کر لیں گے نہیں تو ہم ویسے بھوکے ہیں بلوچستان والے ویسے بھوکے مریں تو زیادہ بہتر ہے انکے آسرے پر تو ہم لوگ نہیں رہیں ۔ مہربانی کر کے اس کے لئے آپ کوئی اپنا کیسکو چیف کو بلایا جائے ۔اور اُس سے باز پُرس کر لیں کہ خُدارا اِس طرح نہیں کریں ۔ ہمارے پاس بجلی بہت ہے ابھی خضدار کیلئے دادو سے ایک ٹرانسمیشن لائن الگ ، وہ بند پڑی ہوئی ہے کہتے ہیں بجلی زیادہ ہے ہم اِس کو کہاں پردے دیں ۔بجلی زیادہ ہے لیکن ہمیں دینے کیلئے نہیں ہے ۔ تو مہربانی کر کے زمینداوں کو نانِ شبینہ کے محتاج کرنے سے بہتر ہے کہ اِس پر ذرا ایکشن لے لیں تا کہ یہ فصل ہماری جو پک رہی ہے اِس کو پانی ملے اور لوگ اپنی ضروریات پوری کریں ۔شکریہ جناب اسپیکر ۔

جناب اسپیکر: Thank you ۔ایک منٹ ۔اپنا زہری صاحب! مَیں آپکو تھوڑا سا اِس پر update کر دوں ۔ اِس میں یہ ہم بھی اِنشاءاللہ کال کریں گے کیسکو چیف کو ۔کوئی دو تین دن پہلے سی ایم صاحب نے بھی اُنکو کال کی ہے یہاں

چیمبر میں ہی اسی موضوع کے اوپر اُنہوں نے اُس پر بات چیت کی ہے۔ کیونکہ سی ایم صاحب نہیں ہیں میرے خیال میں وہ آپ کو بہتر اس معاملے کے اندر update کر سکتے تھے۔ لیکن even then انشاءاللہ تقریباً اِس کو کیسکو چیف کو کال کرتے ہیں اور آپکا issue انشاءاللہ اُنکے ساتھ اُٹھائیں گے۔ جی ظہور احمد صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی: شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ آپ نے یونیورسٹیز کے ملازموں کے لئے ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی۔ بنیادی طور پر جناب اسپیکر! جب میں پچھلی حکومت میں وزیر خزانہ تھا تو یونیورسٹی فنانس کمیشن میں نے ہی تشکیل دلوایا تھا۔ اور وزیر خزانہ اُس کا چیئر پرسن تھا۔ اُس کے توسط سے ایک خطیر رقم بلوچستان کی یونیورسٹیز کو جارہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ پچھلی جو اسمبلی تھی اُس نے University Model Act وہ پاس کروایا۔ جس میں جتنے بلوچستان کی یونیورسٹیز تھیں اُنکو ایک ہی Act کے umbrella پر لے آیا۔ لیکن اب دو تین مسئلے ہیں جو حل طلب ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ یونیورسٹیز کا over-employment ہے۔ آپ اندازہ کریں بلوچستان یونیورسٹی میں بارہ سو سے پندرہ سو ملازمین لگے ہیں اسکے علاوہ LAMS میں تقریباً تین چار ہزار اُنکی enrollment ہے بچوں کی لیکن ملازمین کی تعداد کوئی نوسو کے قریب تقریباً ہے۔ جس کی وجہ سے اُنکے جو زیادہ تر اخراجات ہیں وہ تنخواہوں میں چلے جاتے ہیں۔ اب میری تجویز یہ ہے کہ اسمبلی کو کہ جو Model Act پچھلی حکومت نے پاس کر کے اسمبلی سے منظور کروائی، اِس میں مزید improvement کی گنجائش ہے۔ ابھی وہاں اُن کا internal audit mechanism ہے، اُس میں کمزوریاں ہیں، جس کو جو انکے اِنٹرنل کمیٹی ہے پلاننگ اینڈ فنانس اُسکو empower کرنے کی ضرورت ہے۔ syndicate کو بھی empower کرنے کی ضرورت ہے۔ جس سے یونیورسٹیز کو پابند کیا جائے کہ وہ مزید employment نہ کریں۔ اور ضرورت کے تحت کریں۔ دوسری بات دُنیا میں جتنی بھی بڑی یونیورسٹیاں ہیں، وہ مالی حوالے سے خود کفیل ہیں۔ اور یہاں تک کہ ہارورڈ، آکسفورڈ اور باقی جو یونیورسٹیز ہیں، اُن کی billions میں جو ہے اُنکے اپنے endownment پڑے ہوئے ہیں اُن کی financial resources ہیں۔ ہمیں بھی اپنی یونیورسٹیز کو مالی طور پر self sufficiency کی طرف لے جانا ہوگا۔ اور اِس کا مستقل حل یہ ہے کہ اُنکے لیے ایک endownment fund قائم کیا جائے تا کہ وہ اپنی پینشنز اور تنخواہیں وہاں سے manage کر سکیں اور روزانہ strikes اور شور وشرابہ سے بچا جا سکے۔ تو definitely جو آپ کی کمیٹی ہے وہ اُن کے ساتھ بات کرے گی۔ اور سی ایم صاحب نے بھی اِس پر ایک وائس چانسلر کے ساتھ ایک میٹنگ کی ہے جس میں کچھ چیزیں اصولاً طے پا گئی ہیں۔ اور اِس کے علاوہ further جو کمیٹی اُن کو apraise کرے گی اِن چیزوں کو، آپ کی مشاورت سے، ممبران کی مشاورت سے، آگے بڑھایا جائے گا۔ دوسری اہم بات جو کرنی ضروری ہے کہ مکران ڈویژن میں تین چار بڑے واقعات ہوئے

ہیں۔ اُس میں دو واقعات گوادر میں ہوئے ہیں جس میں ہمارے قومی اِداروں کے دفاتر پر حملے ہوئے۔ ہماری law enforcement agencies اور armed forces کوٹارگٹ کیا گیا اُن کے جوان کوشہید کیا گیا۔ تربت میں PNS Siddique پر حملہ ہوا۔ اور وہاں بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جو عزائم تھے وہ بہت little تھے اور وہ چاہ رہے تھے کہ بڑے پیمانے پر نقصانات ہوں۔لیکن ہماری law enforcement agencies نے بروقت raid کرکے اُن کے عزائم کو ناکام بنادیا۔تو جو ہمارے شہداء شہید ہوئے ہیں اُن کے لیے میں فاتحہ خوانی کی گزارش کروں گا۔اُن کے لیے فاتحہ پڑھی جائے۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔جی مہربانی۔

ملک نعیم خان بازئی: شکریہ اسپیکر صاحب! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں بجلی کے حوالے سے میرے پاس لوگ آئے تھے زمیندار لوگ ہیں اغبرگ، چشمہ اور کچلاک میں آٹھ گھنٹے بجلی نہیں ہے۔دو دو گھنٹے، چار چار گھنٹے بجلی ہے۔تو زمیندار سارے ابھی بالکل یہاں تک پہنچ گئے کہ سفید ریش لوگ ہیں جو بالکل خیرات لینے کے لیے مجبور ہوگئے ہیں۔تو اگر آپ سے ریکویسٹ ہے اگر چیف کیسکو کی ایک میٹنگ رکھ لیں اور کوئٹہ کے جتنے MPAs ہیں،اِن کو بھی اُن کے ساتھ بیٹھ جائیں تاکہ اپنے علاقے کی بجلی کے حوالے سے اور گیس کا پریشر بھی کم ہے،اُن کے حوالے سے بھی اگر ایک میٹنگ رکھ لیں۔مہربانی بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: اچھا ملک صاحب! اِس طرح ہے ناں کہ صرف مسئلہ کوئٹہ،صرف کوئٹہ میں نہیں ہے بجلی کا، یہ بجلی کا مسئلہ ہے وہ چمن بارڈر سے لے کر گوادر تک تقریباً یہ سارا، اُدھر حب تک یہ سارا مسئلہ چل رہا ہے۔صرف یہ میں کوشش کروں گا کہ کل یا پرسوں جب بھی کیسکو چیف کے ساتھ میٹنگ ہوگی اُس میں آپ کو invite کریں گے۔آپ نے آنا ہے چاہے وہ صبح آٹھ بجے ہو یا صبح دس بجے ہو۔ٹھیک ہے؟

ملک نعیم خان بازئی: ٹھیک ہے سر۔

جناب غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! حبکو اور اُوچ پاور میرا خیال میں اگر compare کیا جائے حبکو اور اُوچ پاور کو تقریباً کوئی آس پاس 3 ہزار کے میگا واٹ کے قریب ہم بجلی پیدا کرتے ہیں بلوچستان، اور افسوس کی بات ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ 3 گھنٹے جیسے کہ میرے دوستوں نے بات کی۔حب، بلوچستان، ہمارا پورا صوبہ تین گھنٹے بجلی کی پیداوار پر چل رہا ہے۔اور آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! بیلچہ مارچ ایوب اسٹیڈیم سے نکلا پریس کلب تک، شاید ہزاروں کے حساب سے، بلوچستان کا ہر ضلع تھا، ہر ضلع سے، ہر گاؤں سے لوگ آئے تھے۔میں بھی اُس مارچ میں تھا۔

آپ یقین کریں 60 سے above 65 years عمر کے لوگ تھے اُن کے ہاتھوں میں بھی بیلچہ تھا۔ ہمارا basic culture، اگر basic پر ہم جائیں ہم سب زمیندار ہیں۔ تو میری ریکویسٹ یہ ہے کہ واپڈا کی بلیک میلنگ، 12 ہزار روپے مہینہ بھی ایک مہینے کا بل اور چھ گھنٹے بجلی۔ ابھی واپڈا نے بلیک میلنگ کا نیا طریقہ شروع کیا ہے۔ 18 ہزار روپے monthly آپ بل دیں گے۔ آپ کو 6 گھنٹے بجلی دی جائے گی۔ میری request یہ ہے کہ بلوچستان drought میں ہے، بلوچستان کبھی سیلاب میں ہے تو میری request یہ ہے کہ یہ واپڈا کی جیسے ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا کہ 18th amendment کے بعد، جو ہمارے پروفیسرز، ان سے بھی ہم ملیں۔ ہمارے ساتھ delegation ہے یہ جو روڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ ملے۔ ہم سارے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ رونا دھونا یہ تھا کہ 18th amendment کے بعد واپڈا میں کیوں ہمارا 18th amendment نہیں ہے؟ کیوں اٹھارہویں ترمیم واپڈا پر لاگو نہیں ہے؟ تو میری request یہ ہے آپ یقین کریں لوگ نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ total بلوچستان میں اگر آپ دیکھیں total بلوچستان میں ابھی تین گھنٹے میں جو گندم کی فصل تیار ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یہ کہتا ہوں کہ future میں آنے والے دنوں میں ہم سخت گندم کے بحران کا شکار ہوں گے۔ تو میری request یہ ہے کہ یہ blackmailing کبھی 18 ہزار، کبھی 12 ہزار، تو یہ غریب لوگوں کو جینے دیا جائے۔

جناب اسپیکر: way forward کیا ہے؟ کوئی آپ suggestion بھی دیں ناں کہ اس مسئلے کا کیسے ہم حل نکالیں؟

جناب غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! مَیں چیف کیسکو سے ملا ہوں اُن کے الفاظ یہی تھے ''کہ جی دوارب فی الفور صوبہ دے دے ہمیں، دوارب ہمیں فیڈرل دے دے''۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ دے دے ہمیں؟

جناب غلام دستگیر بادینی: جی جی یہ چیف کیسکو کے یہ جو موجودہ چیف کیسکو ہے اِن سے میں ملا تو اُن کے الفاظ اربوں میں تھے۔ میری request یہ ہے کہ بجائے اگر اس میں ابھی تقریباً کوئی بیس پچیس دن سے زیادہ مہینے کے قریب ہو رہا ہے اور گندم کی فصل تقریباً میرے خیال میں بلوچستان میں جتنی ہے میں سمجھتا ہوں وہ تباہ ہونے کے قریب ہے۔

جناب اسپیکر: ویسے آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر کیسکو یہ کہتی ہے ''کہ گورنمنٹ کہ اُوپر دوارب کے واجبات ہیں اُن کے، وہ ہمیں payment کرے ہم آپ کو تقریباً سپلائی بحال کرتے ہیں''۔ آپ کیا کہیں گے اس کے اُوپر؟

جناب غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! 60% صوبہ بلوچستان کے اُوپر ہے اور جو سبسڈی کے اُس پر

دیا جاتا ہے۔اور 40% فیڈرل نے دینا ہے۔ابھی تک نہ بلوچستان نے دیا ہے اور نہ فیڈرل نے۔تو میری request یہ ہے کہ اس مسئلے کو آپ صوبے اور مرکز سے جلدی جتنی ہو سکے آپ اس کی payment کروا دیں تاکہ یہ سسٹم کم از کم چل سکے۔ 60% بلوچستان گورنمنٹ نے دینے ہیں اور 40% جو فیڈرل نے دینے ہیں۔ thank you جی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے کرتے ہیں اس کے ساتھ problem تو ہے۔جی اصغر ترین صاحب please۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔جناب اسپیکر صاحب! یہاں جب سردیاں آتی ہیں تو ہم گیس کے لیے روتے ہیں۔اور جب گرمیاں آتی ہیں تو ہم بجلی کے لیے روتے ہیں۔پچھلا جو tenure گزرا ہے، کوئی ایسا سیشن نہیں تھا جس میں ہم نے بجلی کے حوالے سے بات نہیں کی ہو یا گیس کے حوالے سے بات نہیں کیا ہو۔یقیناً یہ کیسکو چیف کے بس کی بات نہیں ہے۔آپ کیسکو چیف کو بلا بھی لیں، بٹھا بھی لیں وہ آپ کو بریف کریگا۔آپ کو بولے گا "جی آپ اِتنے ارب روپے قرض دار ہیں۔صوبہ میرا اِتنے ارب روپے قرض دار ہے۔آپ اِتنے losses میں جا رہے ہیں۔ہم کہاں سے دیں گے۔آپ ہمیں پیسے دیں تو ہم آپ کو بجلی دیں گے"۔

جناب اسپیکر: اِسی لیے مَیں کہتا ہوں کہ آپ constructive بات کریں۔

جناب اصغر علی ترین: اسپیکر صاحب! عرض سن لیں۔پچھلی بار ظہور صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اور بھی کوئی ساتھی ہونگے ہم لوگ گئے تھے۔ہم نے باقاعدہ اسپیکر اس House کے ذریعے time لیا تھا وفاقی وزراء سے۔خرم دستگیر صاحب سے۔تو اُنہوں نے دو مہینے کے بعد بالآخر ہمیں time دیا کہ آپ آجائیں اور بجلی کے بارے میں مجھ سے رابطہ کریں۔خرم دستگیر صاحب، خواجہ آصف صاحب اور اُنکے سیکرٹری صاحبان سارے بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ڈپٹی اسپیکر سردار بابر صاحب کی سربراہی میں ہم، زمرک صاحب، ظہور صاحب، ہم کوئی آٹھ دس آدمی گئے تھے۔تو ہم نے وہاں بات کی جناب اسپیکر! آپ یقین کریں وہ بات سننے کو تیار نہیں تھا، خواجہ آصف صاحب بات سننے کو تیار نہیں تھے۔اور دو مہینے کے time دینے کے بعد وہ آدھے گھنٹے کے بعد کھڑے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ جی مجھے پی ایم صاحب نے بلا لیا اور میں جا رہا ہوں۔تو زمرک صاحب نے اُن کو بولا کہ یار ہم دو مہینے کے بعد یہاں آئے ہیں آپ نے دو مہینے کے بعد ہمیں time دیا پوری اسمبلی تقریباً بیٹھی ہے آپ کے سامنے۔آپ ہمیں بتائیں اس کا حل ہم حلقے میں کیا بولیں لوگوں کو کیا بولیں سیلاب آیا ہے سیلاب سے باغات تباہ ہوئے ہیں زمینیں تباہ ہوئی ہیں زمیندار تباہ ہوئے ہیں ایک روپیہ کی بھی compensation گورنمنٹ آف بلوچستان یا گورنمنٹ آف پاکستان نے نہیں دی ہے۔تو یہ تو رُل گئے آپ مہربانی کریں کچھ تو تعاون کریں۔آپ خدا پر یقین کریں کہ وہ بات سننے کو تیار نہیں تھے۔اور اُس کے پاس اِتنا ٹائم نہیں تھا کہ وہ بلوچستان کی پوری اسمبلی بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس کو سنیں۔تو کل آپ کیسکو چیف کو بلائیں گے اُس کا کیا اختیار ہے؟

جناب اسپیکر: اچھا یہ بتائیں اگر آپ لوگوں کی بات سننے کے لیے وہ تیار نہیں تھے تو آپ لوگوں نے اُس کے بعد کیا ایکشن کیا؟

جناب اصغر علی ترین: سر! دیکھیں میری بات سنیں۔ وفاق یہاں ریکوڈک ،سینڈک، گوادر، حبکو اور گیس پر دعویدار ہے۔ یہاں جتنی بھی معدنیات ہیں یہاں بلوچستان میں اس میں وفاق دعویداری کرتا ہے۔

جناب اسپیکر: سر! یہ اب آپ سیاست کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: اسپیکر صاحب! میری گزارش سن لیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں ایک منٹ میری گزارش سن لیں۔ سیاست ضرور کرنی ہے لیکن سیاست میں رہ کر وہ سیاست کرنی ہے جس میں آپ کی پبلک کے لیے کوئی ریلیف ہو۔ سیاست صرف اس لیے نہیں کرنی ہے کہ لوگ واہ واہ کریں آپ کے لیے تالیاں بجائیں اور آپ گھر جا کر بیٹھ جائیں۔

جناب اصغر علی ترین: میں آخر میں کیا کہنا چاہ رہا ہوں میری پوری بات تو آپ سنیں۔

جناب اسپیکر: جی ضرور۔

جناب اصغر علی ترین: سر! گورنمنٹ آف بلوچستان کو چاہیے کہ اس مد میں جو پیسہ وفاق کے پاس اگر ہم دس ارب بیس ارب کیسکو کے مقروض ہیں۔ اور ظاہر ہے غریب صوبہ ہے afford نہیں کر سکتا۔ آپ فی ٹیوب ویل پچھلے tenure میں ہم جب تھے سر! 8 ہزار روپے تھا۔ اگلے سال دس ہزار ہو گیا۔ ابھی 12 ہزار ہو گیا اور ابھی دستگیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ 18 ہزار روپے ہو گیا ہے۔ 18 ہزار روپے یہ اب demand کر رہے ہیں کہ فی ٹیوب ویل چارجز 18 ہزار روپیہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! گورنمنٹ آف بلوچستان کو چاہیے کہ وہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دے۔ جو direct پرائم منسٹر صاحب سے ملیں اور باقاعدہ یہ جو ہماری پریشانی یا جو ہماری مجبوریاں ہیں یا ہمارے علاقے کی جو پسماندگی ہے اس پر بات کریں۔ یہ کیسکو کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیسکو چیف نہیں کر سکتا جناب اسپیکر صاحب۔ اگر وہ ہم سے کہتے ہیں کہ ہم بجلی دے رہے ہیں آپ مقروض ہیں تو وفاق بھی بہت سی چیزوں میں حکومت بلوچستان کا مقروض ہے۔ بلوچستان نے بہت سی قربانیاں دی ہیں اگر آپ ہمیں بجلی دے رہے ہیں اور ہم سے پیسوں کی demand کر رہے ہیں ہم نے آپ کو گیس دی ہے، ہم نے ریکوڈک میں تعاون کیا، ہم نے سینڈک میں تعاون کیا، ہم نے گوادر میں تعاون کیا، ہر جگہ جہاں معدنیات ہیں بلوچستان نے تعاون کیا ہے۔ تو لہٰذا وفاق اگر ہمیں بجلی دے دیتا ہے تو جناب اسپیکر صاحب! یہ وفاق کے لیے کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔ یا تو معدنیات ہمارے حوالے کرے بالکل صوبے کے حوالے کرے صوبہ جانے اور اُن کی معدنیات جانیں اٹھارہویں ترمیم ہو چکی ہے۔ اُس کے بعد جا کے جناب اسپیکر صاحب! آپ کیسکو چیف کو

بلائیں گے وہ سرکاری ملازم ہے وہ کیا بولے گا وہ آپ کے سامنے پورا پلندہ لے کے آئے گا اتنا کہ اتنے ارب مقروض ہے even آپ کو بولے گا گورنر ہاؤس مقروض ہے، سی ایم ہاؤس اتنا مقروض ہے، اسمبلی اتنا مقروض ہے۔ وہ یہاں سے start لے گا۔ آپ پھر یہاں سے کیا بات کریں گے۔ آپ جو اپنا حساب دیں گے کہ جی اس مد میں وفاق ہمارا مقروض ہے وہ بولے گا سر! یہ میرا کام ہے نہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اُس پر پچھلے tenure میں ہر ایک سیشن میں ہم نے اِس پر بات کی ہے۔ لیکن حکومت بلوچستان بگٹی صاحب یا جو اُن کی cabinet بنے گی یا آپ یہاں اسپیکر ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر سنجیدگی سے کوئی آپ کمیٹی بنالیں، سی ایم صاحب کی سربراہی میں، وفاق سے بات کی جائے تو جا کے کچھ بجلی کا مسئلہ حل ہوگا ورنہ جناب اسپیکر صاحب! آپ یقین جانیئے ابھی گندم کا سیزن آ رہا ہے شہروں میں جو لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے درزی حضرات کا سیزن ہے لیکن آپ یقین کریں دو گھنٹے تین گھنٹے دیہات میں چار گھنٹے آپ کمیٹی تشکیل دیں، سی ایم صاحب سے آپ بات کریں اور با قاعدہ اس کو پرائم منسٹر کی سطح پر اُٹھائیں گے تو جا کے کچھ ازالہ ہوگا ورنہ next session میں پھر ہم کھڑے ہونگے یہ بجلی ہوگی اُس کے بعد next session آئے گا پھر اس بجلی کے بارے میں ہم بات کریں گے۔ تو جناب اسپیکر اس کو سنجیدہ لیا جائے۔

جناب اسپیکر: Let;s hope the best. جی thank you۔

جناب عبدالمجید بادینی: اَللّٰھُمَ صَلِّی عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّد۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ جناب اسپیکر! صاحب جس طرح میرے بھائیوں نے بجلی کے بحران پہ بات کی اس طرح میں بھی ایک گرم علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جو پاکستان کا بلکہ ایشیاء کا سب سے زیادہ گرم ترین علاقہ جہاں جولائی کے مہینے میں تقریباً باون سے چون ڈگری تک درجہ حرارت پہنچتا ہے تو جناب! اس وقت ہمارے شہری علاقوں میں 18 گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ ہے۔ اور روزے کا مہینہ ہے اور ہمارے دیہاتوں میں صرف تین گھنٹے بجلی چلتی ہے۔ اور وہاں واپڈا ہمارے ساتھ جو ظلم کرتی ہے۔ اگر دس گاؤں پر ایک لائن جا رہی ہے، وہ دس میں سے صرف دو گاؤں کے لوگ اگر بجلی کا بل جمع نہیں کرا رہے ہیں باقی آٹھ کی بھی بجلی کاٹ کے بیٹھ جاتے ہیں کہ بھائی یہ بہت مشکل ہے ہم ادھر جائیں ادھر سے ہی بیٹھ کر مین روڈ سے لوگوں کی بجلی کاٹ دیتے ہیں۔ تو اِس پر نوٹس لینے کی ضرورت ہے اور اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ CEO صاحب کو آپ بھلائیں گے وہ صرف دلاسہ دے کر چلا جائے گا۔ اس پر عملی کام کی ضرورت ہے۔ اور محترم جناب ابھی ہمارے ہاں گندم کی کٹائی شروع ہے اور گندم PASCO کے وہاں ابھی لگیں گے اور خالی بوریاں جو آئیں گی PASCO کی وہ بڑے بڑے زمینداروں کو دینگے اور چھوٹے زمیندار ہمیشہ اِن معاملات سے رہ جاتے ہیں۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں۔ کہ اس کے لیے بھی ایک قانون وضع کیا جائے تا کہ غریب اور چھوٹے زمیندار کو بوریاں ملیں

اور تا کہ وہ اپنی گندم کو اچھے ریٹوں پر اور اس ٹائم گندم کی ریٹ کا بہت بڑا ایشو ہے ہمارے ریٹس سندھ کے ریٹس کے برابر ہونے چاہئیں جو سندھ کے وہاں کی حکومت جو اپنے زمینداروں کو جو ریٹ دے گی گندم کا وہی بلوچستان کا ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہم بارڈر پر ہیں نصیر آباد ڈویژن۔ اور گندم بلوچستان میں سب سے زیادہ وہیں کاشت ہوتی ہے۔ اگر سندھ کے ریٹ زیادہ ہوں گے تو ہمارے لیے مسئلہ بنتا ہے۔ پھر وہاں سمگلنگ کا اور وہاں مسئلے پیدا ہو جاتے ہیں پھر ہمارے زمینداروں میں بھی ایک مایوسی کی لہر چل پڑتی ہے۔ اور وہاں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کھاد کا، یوریا کا اور ڈی ایف پی کا۔ سرکاری ریٹ ہے 2700 روپیہ یوریا کی فی بوری۔ مگر جعفر آباد اور نصیر آباد ڈویژن کے لوگوں کو وہاں ہم نزدیک ہیں گھوٹکی سے وہاں ہمیں ملتا ہے 5700 روپیہ بلیک پر اس میں سندھ حکومت کا بھی بہت بڑا مسئلہ ہے سندھ حکومت وہاں کی پولیس وہ سب ان لوگوں سے ٹیکس لیتی ہے اور بلیک پر یہ کھاد یہاں 2700 سو والا 5700 روپے میں میں خود ایک چھوٹا زمیندار ہوں میں خود ان تکلیفوں سے گزر رہا ہوں۔ اور ہمارے لوگ وہاں اس وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ اور یہ ڈی ایف پی کا ریٹ سرکاری ریٹ تھا 9 ہزار روپیہ اور اس کو ہم خرید رہے تھے تقریباً سولہ سے اٹھارہ ہزار روپے فی بوری تو ان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے زمیندار پر کیونکہ ہمارا ایک ڈویژن پورا زرعی علاقہ ہے وہاں ہماری معیشت جو 25 لاکھ لوگوں کا روزگار زراعت سے وابستہ ہے۔ اور محترم جناب اب پٹ فیڈر بھی ایک بہت بڑا ایشو ہے وہاں کا، اب وہاں مافیاز بیٹھے ہوئے ہیں irrigation کی صورت میں۔ ابھی جو ہمارے وہاں نہریں ہیں وہاں ناجائز اور بڑے لوگ وہاں کے جاگیردار وہاں کے زمینداروں کے بڑے بڑے pipes لگے ہوئے ہیں۔ ایک اُن کے لیے مینیر بھی already نکل رہا ہے اور ساتھ میں ایک بڑا 32 انچ کا، 42 انچ کا ایک پائپ بھی اُس کے لیے چل رہا ہے۔ اور نیچے جعفر آباد پر ٹیل ہے وہاں لوگ پینے کے پانی کے لیے ترستے ہیں۔ کیونکہ وہاں زمین کے اندر پانی کڑوا ہے۔ محترم جناب! وہاں سارا پانی پینے کا وہ دریائے سندھ سے ہے یہی نہری سسٹم سے ہم پانی پیتے ہیں۔ ایک طرف ہمارے سیم نالوں میں کئی ہزار کیوسک پانی ضائع ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ٹیل پر جو زمیندار بیٹھے ہوتے ہیں اُن کے ابھی یہ pipes ڈلے ہوئے ہیں ابھی یہ ایف سی سے انتظامیہ سے مدد لیں گے یہ پائپ سارے نکالیں گے، جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ جب مئی شروع ہوگا پانی آئے گا یہ دوبارہ دو دو ڈھائی ڈھائی لاکھ روپے irrigation والوں کو دے کر دوبارہ یہ پائپ، پہلے سے بڑے ڈائی وہاں فٹ ہو جائیں گے اور پھر اسی طرح عام اور چھوٹے زمینداروں کے ساتھ ظلم ہوگا۔ تو محترم جناب! اِن معاملات کو ٹھیک کریں۔ اور اس کے علاوہ ہمارے اسپتالوں میں ڈاکٹروں کی بہت زیادہ کمی ہے۔ ہمارے ڈی ایچ کیو میں 16 ڈاکٹرز کی ضرورت ہے، بدقسمتی سے وہاں صرف تین ڈاکٹر کام کرتے ہیں۔ ساڑھے تین لاکھ لوگوں کے لیے جعفر آباد میں صرف تین ڈاکٹرز۔ تو اِن سب ایشوز کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی تک آپ کی cabinet نہیں بنی ہے اسی لیے ہم لوگ صرف آپ کو

گوش گزار کر رہے ہیں یہ بہت بڑے بڑے مسئلے ہیں یہ تھوڑی سی باتیں ہم نے آپ کو بتائیں مگر ہمارے درد اس سے کہیں زیادہ ہیں، جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ اپنا آغا صاحب قرارداد پر آجاتے ہیں۔ اُس پر آپ بیٹھک بات کرلیں۔ اچھا ایک منٹ ڈاکٹر صاحب جی۔ جی۔

جناب عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! میں ایک چیز clear کرنا چاہتا ہوں next معزز اراکین کے knowledge کے لئے۔ مائنز، منرلز، ایجوکیشن، ہیلتھ یہ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے صوبوں کے تھے۔ اٹھارہویں ترمیم میں جو ہمیں فائدہ ہوا وہ گیس اور تیل کا تھا۔ آرٹیکل 172(b) پہلے جو گیس اور تیل چاہے سمندر سے نکلتا تھا یا زمین پر وہ فیڈرل گورنمنٹ کا تھا۔ اب اس میں 50 پرسنٹ بلوچستان کا ہے 50 پرسنٹ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔ یہ سب چیزیں، آج ہم بات کرتے ہیں ریکوڈک کی، سینڈک کی، پی پی ایل کی، فلاں کی۔ یہ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے آپ کی ملکیت تھی ہم نے اپنے ہاتھ خود باندھ کے اُنکے حوالے کیے۔ تو اِس مرض کا کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ دوسری بات میں سر! آپ سے تجویز ہے کہ جو بجلی کے 30 ہزار یہاں لیگل ٹیوب ویلز ہیں جن کو matching grant ملتی ہے فیڈرل گورنمنٹ اور پراونشل گورنمنٹ سے۔ اور 12 ہزار روپے زمیندار دیتے ہیں۔ تو میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر آپ اس کو آہستہ آہستہ Sollarization پر لے جائیں کوئی ایسے پروجیکٹ ہو جو فیڈرل گورنمنٹ اپنا حصہ ڈالیں، پراونشل گورنمنٹ اپنا حصہ ڈالے، otherwise زمیندار جو یہ 12 ہزار روپے دیتا ہے ناں اگر آپ اُن کے پانی کی مقدار دے دیں یہ میں کہتا ہوں یہ 12 ہزار بھی واپڈا کو ہم ویسے ہی دے رہے ہیں، بجلی تو نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں ہم سب متاثر ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ان چیزوں کو جب تک ہم صحیح معنوں میں پلاننگ کے ساتھ آگے نہیں لے جائیں گے اُس میں ہمارے لیے مشکلات کم نہیں ہوں گی۔ اور اگر آج ایجوکیشن وہاں گئی ہے۔ ہیلتھ گئی ہے۔ وہ encroachment ہے فیڈرل گورنمنٹ کا۔ فیڈرل گورنمنٹ نے، اُس کی آئینی حیثیت ہی نہیں ہے، extra constitution ہے کہ اگر وہاں اُن لوگوں نے ہیلتھ ایجوکیشن اور ایگریکلچر کے ڈیپارٹمنٹ بنے ہیں اُن لوگوں نے آئین کے ساتھ فیڈرل گورنمنٹ نے کھلواڑ کیا ہے۔ مَیں just یہ انفارمیشن دینا چاہتا تھا کہ یہ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے بلوچستان کی ملکیت تھی۔

جناب اسپیکر: جی ہاں ڈاکٹر صاحب یہ ایک تو proper planning کے تحت آگے بڑھنا ہوگا otherwise یہ مسئلے address نہیں ہوسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا اس طرح کرتے ہیں سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب، سردار مسعود علی لونی صاحب اور میر محمد صادق سنجرانی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا اُن کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ اچھا درخواستیں منظور کی جاتی ہیں۔

حاجی زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر قرارداد ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں میں آپ کی طرف آرہا ہوں

جناب اسپیکر: چونکہ قرارداد، آپ سے پہلے میر سرفراز بگٹی کی قرارداد تھی، اب آپ کی قرارداد پر آرہے ہیں۔ زاہد ریکی صاحب اپنی قرارداد نمبر 4 پیش کریں

حاجی زاہد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسرائیل اُمتِ مسلمہ کا ازلی اور ابدی دشمن ہے۔ مورخہ 07 اکتوبر 2023ء سے فلسطین کے معصوم بچے، عورتوں اور مردوں اور اسپتالوں پر ظالم اسرائیلی فوجیوں کی جانب سے فضائی، سمندری اور زمینی حملے کیے جارہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اب تک ہزاروں بیگناہ فلسطینی شہید اور زخمی ہو چکے ہیں جبکہ دوسری جانب اقوام متحدہ، امریکہ، یورپی یونین اور دیگر اسلامی ممالک کی جانب سے مظلوم فلسطینیوں پر جاری مظالم پر خاموشی ظلم کے مترادف ہے۔ لہٰذا یہ ایوان فلسطین کے مسلمانوں کی نسل کشی، بیگناہ معصوم بچے، عورتیں اور مردوں پر اسرائیلی بربریت کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ مظلوم فلسطینیوں کے ساتھ مکمل یکجہتی اور حمایت کا اظہار کرتے ہوئے صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اقوام متحدہ اور دیگر انسانی حقوق کی تنظیموں کے ساتھ یہ معاملہ اٹھا کر اور فلسطین پر ظالم اسرائیلی فوجیوں کی جانب سے فضائی، سمندری اور زمینی حملوں کی فوری روک تھام کی بابت عملی اقدامات اٹھائیں تاکہ مصیبت زدہ فلسطینیوں کو سامان، ادویات، خوراک اور پانی کی فراہمی میں حامل رکاوٹیں ختم ہوسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ کوئی اس کے اوپر بولنا چاہے گا۔

حاجی زاہد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! thank you۔ جناب اسپیکر صاحب! اَلحمدللہ، اللہ کا شکر ہے ہم تمام مسلمان ہیں۔ مسلمان کے ناطے جناب سپیکر صاحب! یہ جو ظلم ہورہا ہے فلسطین کے اوپر اسرائیل کے فوجی ظالم کہ یہ فلسطینیوں کے اوپر بمباریاں ہورہی ہیں، جو ظلم فلسطین کے اوپر ہورہا ہے جناب سپیکر صاحب! یہ کہیں بھی نہیں ہوا ہے۔ اور ہمارے جتنے مسلمان ممالک ہیں، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے سارے خاموش ہیں۔ کوئی اقوام متحدہ سے کوئی بات کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے کہ یہ کیا ظلم ہورہا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مسلمانوں کو قتل کررہے ہیں۔ اُن لوگوں نے

کیا کیا ہوا ہے؟ فلسطین کے مسلمان ہمارے بھائی ہیں جناب اسپیکر صاحب! ان لوگوں نے کیا کیا ہے کہ بمباریاں ہورہی ہیں آج تک کسی نے ابھی تک بات نہیں کی ہوئی ہے۔ چاہے امریکہ ہو، چاہے کوئی اور countries ہوں جناب اسپیکر صاحب! کسی نے آج تک اسرائیل کے ساتھ کوئی بات نہیں کی ہے کہ یہ آپ کیا کررہے ہیں کس کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ رات کو میں نے ٹی وی میں دیکھا میرے خیال سے UK میں کچھ مظاہرین نکلے تھے کہ خدارا فلسطین پر بمباری بند کریں۔ مسلمان تھے مختلف countries کے تھے۔ تو اِسی طرح جناب اسپیکر صاحب! یقین کریں کہ ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوسکتا ہے کم سے کم ایسی اسمبلیوں میں چاہے وہ بلوچستان کی اسمبلی ہو چاہے وہ سندھ ہو چاہے پنجاب ہو، KPK ہو یہ ساری اسمبلیاں اسی طرح کی قرارداد لائیں کہ ہمارے اِن مسلمان بھائیوں کو ایسے قتل کررہے ہیں وحشیانہ کا، اگر یہ کوئی اور یہودیوں کا اگر کسی اور جگہ کا ہوتا تو اُسی ٹائم اقوام متحدہ ایکشن لیتا۔ کیونکہ یہ مسلمان ہیں، اِس میں کوئی اقوام متحدہ اور کوئی countries action نہیں لے رہا اسرائیلی فوجیوں کے اُوپر کہ وہ دن دیہاڑے دن ہورات ہو اپنی مرضی سے اسپتالوں اور گھروں پر بمباری کررہا ہے، روڈوں کو، یعنی کوئی پوچھنے والا نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ رمضان کا مہینہ ہے اگر ہمارے ہاتھ میں کوئی چیز بھی ہوتی ہے نماز بھی کریں گے، دُعا بھی کریں گے واللہ ہمیں شرم، پہلے میں اپنا خود کہتا ہوں واللہ یہ ظلم جو وہاں ہورہا ہے آپ کا آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ خود دیکھ رہے ہیں ہمارے معصوم بچے ہیں، گھر ہے، مائیں بہنیں ہیں ان لوگوں کی کیا حالت ہورہی ہے؟ یقین کریں دیکھنا بھی گوارا نہیں ہورہا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ، اللہ کریم ذات ہے رَب کی لاٹھی بے آواز ہے جب مارنے پر آجائے انشاء اللہ رب نے چاہا تو اللہ اسرائیل کو بھی تباہ و برباد کرے گا جو آپ یہ ظلم کررہے ہیں۔ انشاء اللہ رب آپ کو بھی نہیں چھوڑے گا انشاء اللہ۔ اور جناب اسپیکر صاحب! ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے آپ کو نہیں پوری دنیا کو پتہ ہے اَلحمدللہ طوفانِ اقصیٰ کانفرنس کی وہ مختلف صوبوں میں چاہے بلوچستان ہو چاہے، KPK ہو، پنجاب ہو، سندھ ہو، مختلف صوبوں میں الحمدللہ لاکھوں کے حساب سے الحمدللہ ہم لوگوں نے جلسے جلوس کیے ہیں۔ الحمدللہ وہاں کے لیڈرز بھی آئے تھے ہمارے جلسوں میں، اُن لوگوں کے سفیر بھی تھے، نام تھا ڈاکٹر نجید ظہیر وہ بھی ہمارے ساتھ تھا، ہم لوگوں نے الحمدللہ ہمارے جماعت نے یا جو مسلمان لوگوں نے ہمارے قائد کے اُوپر اُس لوگوں نے اعتماد کیا ہے جتنا ہوسکے، چندہ بھی دیا الحمدللہ ہم لوگوں نے اللہ کی مہربانی ہے وہ چندہ جتنا بھی ہوسکا ہم لوگوں نے جاکے پہنچا دیا۔ وہاں حماس کا لیڈر راہنما تھا، اسماعیل سے ہمارے قائد کے بھی الحمدللہ ملاقات ہوئی یعنی دُکھ ہوا کہ بھئی! یہ ہورہا ہے مسلمانوں کے اُوپر ہورہا ہے۔ یہ ہونا نہیں چاہیے۔ ہمارے جتنے مسلمان ممالک ہیں چاہے جتنے ہیں جب تک اتحاد اور اتفاق تمام مسلمان ممالک ایک نہیں ہوجائے اِس طرح یہودی اِس طرح امریکہ اس طرح یہ اور کوئی انگریز جو بھی ہوں وہ یہ اگر آج فلسطین کے اُوپر

ہو رہا ہے خدانخواستہ بعد میں کوئی اور مسلمان ملک میں ہوگا۔ جیسا کہ جناب اسپیکر صاحب! افغانستان ہمارا ہمسایہ ہے، آپ نے خود دیکھا اللہ تعالیٰ نے دیکھایا امریکہ کو کدھر سے کدھر تک پہنچا دیا۔ اب ہمیں اتفاق کی ضرورت ہے جناب اسپیکر صاحب! مسلمان ممالک چاہیے جتنے بھی ہیں 10، 15 ہیں سارے لیڈروں کو ایک ہونا چاہیے اسرائیل کے خلاف وہاں اقوام متحدہ میں جا کے بات کریں کہ یہ دہشتگردی جو اسرائیل کر رہا ہے یہ جو دہشتگردی اسرائیل کے فوجی وغیرہ کر رہے ہیں، ان کو روکا جائے۔ ورنہ یہ اور آگے جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو شہید کر رہے ہیں دن بہ دن شہادتیں زیادہ ہو رہی ہیں جناب اسپیکر صاحب! مگر ہم لوگ مسلمان ممالک ہیں خاموش کھڑے ہیں۔ سوائے ہمارے پاکستان کے الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت کرے ہمارے مسلمان ممالک، پاکستان میں یہ جلسے جلوس ہوئے ہیں میرا خیال سے باقی جناب اسپیکر صاحب! کسی ملک میں جلسے جلوس یا اللہ آپ کو جزائے خیر دے دے، اسرائیل کے خلاف باتیں کسی نے نہیں کی ہیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اُن لوگوں کے مسلمان ممالک اگر وہاں جا نہیں سکتے ہیں وہاں شہادتیں دے نہیں سکتے ہیں کم سے کم احتجاج تو کر لیں کم سے کم وہاں اسمبلی ہوں وہاں روڈوں پر کم سے کم اسرائیل کے خلاف تو نکلیں۔ پوری دُنیا کو پتہ تو چلے کہ بھائی مسلم ممالک سب ایک ہیں اور وہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو شہید کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس کے بارے میں ہمارے colleagues وغیرہ بیٹھے ہیں سب فلسطین کے بارے میں بات کریں اور اِس قرارداد کو ایسی قرارداد لائیں کہ پوری انشاءاللہ اسرائیل کے منہ پر لگے کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ یہ جو ظلم آپ کر رہے ہیں انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ آپ کے اُوپر زوال لائے گا، وہ کب ہوگا؟ اِنشاءاللہ وہ دن نزدیک ہے رب نے زندگی دی انشاءاللہ ظالم کو اللہ تعالیٰ نے کبھی جناب اسپیکر صاحب! نہیں چھوڑا ہے ظالم اگر ایک سال رہا ہے ظالم اگر دو سال رہا ہے تین سال پانچ سال رہا ہے ظلم کیا ہے مگر رب العالمین نے ہمیشہ اِن ظالموں کو نیست و نابود کیا ہے۔ جس نے بھی اگر اسرائیل کے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! جو ممالک اُس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور یہ جو فلسطین کے ساتھ وہ کر رہے ہیں میں کہتا ہوں اِنشاءاللہ کوئی اسرائیل کے دوست اس دنیا میں نہیں رہے گا۔ اسپیکر صاحب! اِسی کے بارے میں مَیں نے یہ قرارداد لائی ہے اور تمام دوستوں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ اس قرارداد کی حمایت کریں اور اِس قرارداد کے اُوپر بات بھی کریں انشاءاللہ thank you۔

جناب اسپیکر: ظفر آغا صاحب۔ ظفر آغا صاحب آپ بولیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اس قرارداد کو approve کریں تو ہم اُس کو متفقہ قرارداد کے طور پر منظور کر لیں۔ کیونکہ ہم سب کے دل بہت دُکھی ہیں اور ہم سب کے وہی جذبات ہیں جو زاہد صاحب کے ہیں تو یہ پورا ہاؤس اِس کو متفقہ قرارداد کے طور پر دیکھیں۔

جناب اسپیکر: بیٹھیں مہربانی۔ظفر آغا صاحب آپ کچھ اس پر بولنا چاہ رہے تھے۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! اسرائیل کا جو ظالمانہ رویہ یہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، جیسے میر زابد صاحب نے کہا قرارداد کے حوالے سے یقیناً اسرائیل، ہم نے احتجاج یہاں تک کی کہ ہم نے فلور پر اُس کے pictures لگا دیئے اور ہم کسی ایسی جگہ پر جو اِس ایوان میں مَیں نام نہیں لینا چاہتا، اسرائیل کا جو president ہے جو بھی ہیں اُس کے ہم pictures لگا دیتے ہیں اور اُس کے اُوپر چلتے ہیں تو یہ احتجاج یقیناً ہمارے اِس ملک میں رہنے والے ہر وہ فرد، مسلمان، اِس ایوان میں جتنے بھی ممبران صاحبان ہیں، اُن کے دل دُکھے ہیں، اِس رمضان شریف میں فلسطین کے مسلمان بھائی آج بھی سراپا احتجاج ہیں اور اُدھر اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اگر آپ سوشل میڈیا پر ہم نے خود observe کیا ہے وہ لوگ یہی دُعا کر رہے ہیں کہ ہمارے اُوپر کوئی بمباری نہ ہو۔تو لہٰذا اِس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔اِس ایوان سے اور یہ message جانا چاہیے بلوچستان سے کہ ہم فلسطین کے اُن مظلوم بھائیوں، ماؤں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔اور ہم ہمہ وقت فلسطین جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے فلسطین کے اُوپر یہی ظلم، یہی بربریت، یہی ظالمانہ طریقہ کار، واردات ہوتی رہتی ہیں اور میں آج اِس ایوان کے توسط سے ایک ڈیمانڈ بھی کرتا ہوں کہ ہمارے، پریزیڈنٹ یا وزیراعظم صاحب United Nation جائیں اور اِس کے حوالے سے آواز بلند کریں اور ایک message جائے کہ پاکستان ہمہ وقت ایک اسلامی جمہوری ملک ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اِس بربریت اور اِس ظالمانہ ظلم جو اسرائیل کر رہا ہے اِس سے تمام مسلمانوں کا دل دکھتا ہے اور ہم یہ ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں کہ اسرائیل کے منہ پر وہ طمانچہ مار دیا جائے کہ شاید دُنیا اس کو یاد رکھے کہ وہ پلیٹ فارم جو ہمیں United Nation نے فراہم کیے ہیں، اُس کو ہم use کرتے ہوئے اور بلوچستان سے ایک میسج جائے اور یہ قرارداد کی آج ہم متفقہ طور پر اسکی حمایت کرتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز اسرائیل وہ ملک ہے، اللہ پاک ظالم کو وقت دیتا ہے لیکن چھوڑتا نہیں ہے۔انشاء اللہ میرا یہ ایمان کا حصہ ہے کہ اسرائیل اس دنیا کے نقشے سے ایک نہ ایک دن مِٹ جائے گا۔وَمَا علینا اِلاَّ البلاغ المُبین۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔جی دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جمعیت کی قرارداد نہیں ہے، یہاں بیٹھے ہوئے ہر مسلمان جو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ مُحمدُ رَّسُولُ اللہ، ہم پڑھنے والے مسلمان ہیں، سب کی قرارداد ہے۔جناب اسپیکر صاحب! میں تقریباً کوئی دو دن پہلے دیکھ رہا تھا لندن میں protest کیا گیا، جو وہاں کی community تھی، آپ یقین کریں شاید روڈوں پر یا شہر میں ایسی کوئی جگہ نہیں بچی تھی جہاں لوگ نہ ہوں۔لوگوں نے protest کیا کہ جو نسل کُشی ہو رہی ہے، جو معصوم بچوں کی آنکھیں کھلتے ہی وہ بچے اگر اِس دُنیا میں آ جاتے ہیں، اُنکی

میں لاشیں ملتی ہیں۔اور آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ شاید اتنا ظلم جو اسرائیل کر رہا ہے کہ کئی جگہوں سے اُسکو رُوکا جا رہا ہے۔ ہر جگہ سے اُس کو اسٹاپ کیا جا رہا ہے۔ وہ OIC ہو یا دوسرے forums ہو، ہر جگہ لیکن وہ کسی کی نہیں مان رہا ہے۔تو بحیثیتِ مسلمان، یہاں بیٹھے ہوئے اسمبلی میں سب کا حق بنتا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم قیامت کے دِن رَسول پاک ﷺ کے سامنے اگر وہ جیسے ابھی شکایت کر رہے ہیں کہ ایک بچی تڑپ تڑپ کر جان دینے سے پہلے یہی کہتی ہے کہ میں جاؤں گی رَسول پاک ﷺ سے شکایت کروں گی کہ ہمارے لئے، ہمارے مسلمان بھائی ہماری مدد کو نہیں آئے۔

جناب اسپیکر صاحب! سب سے زیادہ پاکستان کو پُکارا جاتا ہے کس وجہ سے؟ کہ ہم ایک ایٹمی ملک ہیں۔ الحمدُ للہ پاکستان کی افواج انٹرنیشنل دُنیا بھر کی جو افواج ہیں، اُن میں شاید ٹاپ ٹین کی اگر آپ فیگرز میں چلے جائیں۔ٹاپ ٹین کی جو آرمی میں آپ چلے جائیں۔تو الحمد للہ پاکستانی آرمی جو ہے top ten Army میں آجاتی ہیں۔تو پاکستان کو ابھی جب پُکار رہے ہیں۔اور بھی جناب اسپیکر صاحب! Arabic Countries ہیں جو سو رہے ہیں۔ جو میرے خیال میں اس دُنیا میں کھو گئے ہیں اُن کو پتہ نہیں ہے کہ آگے ہم نے جواب بھی دینا ہے ان معصوموں کا جن کو ٹکڑے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں۔ بلکہ شاید میرے خیال میں کوئی امریکن سینٹر تھا کیا تھا شاید کل میں دیکھ رہا تھا نیوز میں جناب اسپیکر صاحب! اُنہوں نے تو ایٹمی باقاعدہ طور پر کہ ایٹم بم اِن پر گرایا جائے۔اور ان کو نقشے سے ختم کیا جائے، غزہ کو، پورے فلسطین کو ختم کیا جائے۔ جب اتنی دھمکی دے سکتے ہیں ایک کرسچئن اور ایک جو یہودی آپس میں ایک ہو سکتے ہیں۔تو پھر ہم مسلمان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ پڑھنے والے اپنے بھائیوں کے لئے اُن کی آواز نہ اُٹھائیں؟ میری request یہ ہے میرے ساتھیوں سے کہ اس قرارداد کو جیسے کہ ہماری بہن نے کہی تھی کہ ایک پوری یہاں ہاؤس کی قرارداد بنائی جائے۔اور اس کو بھاری اکثریت سے منظور کی جائے، جیسے ہم اپنے غم و غصے کا اظہار کرتے ہیں۔اسی طرح ہم اپنا یہ میسج باہر اور اپنے فلسطینی بھائیوں کو کم از کم یہ میسج دے سکیں کہ بلوچستان کے لوگ یا بلوچستان اسمبلی آپ کے ساتھ بھرپور کھڑی ہے۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی فرح عظیم شاہ صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں ایک ضروری بات یہاں بحیثیت مسلمان کروں گی کہ جیسے میرے معزز رُکن یہاں اسرائیل کو بد دعائیں دے رہے ہیں۔تو میرے خیال سے ایسا نہ کیا جائے تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ ہمارے رَسُول پاک ﷺ جب اُنہوں نے نبُوت کا دعویٰ کیا تھا تو اُن کو اپنے گھر سے ہی پتھر مار کے لہولہان کر کے ہی نکال دیا تھا۔اور اُنہوں نے پھر بھی وہاں کے لوگوں کو بد دُعا نہیں دی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ

جناب اسپیکر صاحب! یہاں ذکر ہوا United Nation کا بھی United Nation پر کافی عرصے سے میری بہت گہری نظر بھی ہے۔ اور میں نے کافی research بھی کی ہے اور میں نے United Nation کے ساتھ مختلف consultancies بھی کی ہوئی ہیں، اسکے مختلف ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ ۔ اور جہاں تک میں دیکھ رہی ہوں United Nation خود اپاہج ہے۔ کیونکہ United Nation جو ہے یہ influenced by the countries جو اِسکوفنڈ کررہی ہیں۔ United Nation جو کردار نبھانے کے لئے بنا تھا وہ کردار وہ نہیں نبھار ہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت بھی کرتی ہوں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ارضِ فلسطین آج آگ اور خون میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اسرائیلی حکومت فلسطین کی عوام کو اُنکی اپنی ہی سرزمین پر اجنبی بنانے کی کوشش کررہی ہے۔ اور جیسے کہ ہم جانتے ہیں کہ فلسطین کی سرزمین پر ہمارے انبیائے کرام جو ہیں اُن کی قبور ہیں جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، حضرت سُلیمان علیہ السلام ہیں، حضرت داؤد علیہِ السلام ہیں اور پھر یہ سرزمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش بھی ہے۔

جناب اسپیکر! اسرائیل کے بمبار طیاروں نے انسانیت کی تذلیل کرتے ہوئے وہاں کے ہسپتالوں کو بھی نہیں بخشا۔ اور یہاں میں یہ بھی دیکھ رہی ہوں کہ دُنیا بھر سے احتجاج بھی ہورہا ہے۔ بہت سارے ملک اس پر احتجاج کر رہے ہیں بلکہ اُن کے سربراہان بھی احتجاج کر رہے ہیں۔ اور اقوام متحدہ میں پاکستانی سفیر نے بھی بہت اچھی speech کی اور حق ادا کیا ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ نا کافی ہے۔ اور یہ جو ایک ایشو ہے جہاں دُکھی انسانیت اور معصوم انسانیت کا قتل عام ہورہا ہے، عورتیں، بوڑھے، بچے وہاں قتل ہورہے ہیں اس کے لئے بھرپور آواز بھی اٹھانی چاہیے اور بلکہ یہ صرف مذمتی قرارداد سے نہیں ہوگی کہ ہم اسرائیل کے لئے مذمت یہاں کریں میرے خیال سے اسرائیل کی مُرمت کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you ۔ جی میڈم صفیہ صاحبہ۔

محترمہ صفیہ: بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ (عربی) جناب اسپیکر! رَسُول اکرم ﷺ نے مسلمان کی تعریف میں ہمیں یہ خبر دی کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اور وہ ایک جسم کی مانند ہیں کہ جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو پورا جسم بیقرار رہتا ہے۔ لیکن آج پورا فلسطین خُون میں لت پت ہے۔ اور مسلم دُنیا سکون کی زندگی گزار رہی ہے۔ لہٰذا جمعیت علماء اسلام کے ایک کارکن اور رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے یہ قرارداد پیش ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج خوش آئند بات ہے کہ بلوچستان کی طرف سے ہمارے صوبائی اسمبلی میں یہ قرارداد ہے۔اور یہ پورے اہل بلوچستان کے غیرت مند عوام کی طرف سے ایک پیغام ہے اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ یکجہتی بھی ہے اور ظالم دہشتگرد اسرائیل کی مذمت بھی ہے۔اور ہمارے جو حکمران ہیں پوری دنیا میں، کچھ حکمران تو جہاں ظلم ہے ہمارے ہزاروں تقریباً 30 ہزار سے زائد ہمارے بچے ہماری بہنیں وہاں شہید ہوئیں۔آج بھی بمباری ہے۔ہمارے مختلف این جی اوز ادارے ہیں۔الخدمت فاؤنڈیشن کی ہماری ٹیم باقاعدہ وہاں گئی ہے، وہ کام بھی کررہی ہے، ہمارے کیمپس بھی وہاں موجود ہیں، ہمارے رضا کار بھی وہاں موجود ہیں۔لیکن ہمارے حکمران، کچھ حکمران تو آئی ایم ایف سے پیسے لینے کے لیے ماشاءاللہ کوششیں کررہے ہیں۔اور ہمارے کچھ حکمران چرغ اور شاہین کی شکار میں مصروف ہیں۔اُن کی فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔آج ہم اپنے مسلم حکمران خصوصاً جو پاکستان ہے، ہمارے صدر اور وزیراعظم صاحب یا سپہ سالار ہو سب سے یہ اپیل بھی ہے کہ وہاں فلسطین کے مظلوم اُن کو پکار رہے ہیں۔ہم ایٹمی قوت ہیں ذرا پُر زور آواز میں اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔اور تیسری، دوسری بات یہ کہ ہماری جو انسانی حقوق کی تنظیمیں ہیں۔وہ تو اسلام آباد میں ہیں۔بلّی کے وقت کے لیے تو موم بتیاں جلاتے ہیں کہ وہاں فلاں جگہ بلی پر ظلم ہوا ہے۔تو وہاں لاکھوں اور ہزاروں مسلمانوں پر جو ظلم اور بربریت ہے یہ انسانی حقوق کی تنظیمیں کہاں مرگئی ہیں؟ وہ کیا کر رہی ہیں؟ وہ اس لیے کہ وہاں مرنے والے مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں اور دنیا میں کلمہ گو کلمہ پڑھنے والے کے لیے کوئی حقوق نہیں ہیں اُن کو انسان نہیں سمجھا جاتا؟ وہ اُن کو کوئی حقوق نہیں دیتے کہ وہ کوئی کلمہ گو ہے۔تو اس لیے جو انسانی حقوق کی تنظیمیں دیکھتی ہیں کہ اگر یہ کلمہ گو ہے تو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔اور اگر کلمہ پڑھتا ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی اس کو کوئی حق نہیں ہے۔تو اس لیے آج اس قرارداد کی میں تائید کرتا ہوں متفق بھی ہوں اہل بلوچستان کی طرف سے بھی ہوں، ہمارے پاکستان کے حکمرانوں کے لیے بھی ہمارے ہاں جو بڑے بڑے شخصیات ہیں، اُن کے لیے بھی، سیاسی جماعتوں کے لیے بھی اور مسلم حکمرانوں کے لیے بھی کہ اُنکی غیرت جگانے کے لیے بھی ہو، کہ وہ ذرا جاگ جائیں، اپنے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی طرف توجہ دیں۔

جناب اسپیکر: thank you, thank you مولوی صاحب۔جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ جناب سپیکر صاحب! اِس سے پہلے کہ میں اس قرارداد کے بارے میں بات کروں ایک چھوٹی سی آپ کی توجہ دلاؤں گا۔میرا خیال یہ گیلری جو ہوتی ہے یہاں سیکرٹری صاحبان، چیف سیکرٹری، آئی جی، جو ذمہ دار اس صوبے کے ہوتے ہیں یہ اُن کے لیے مختص ہے اور مجھے بڑی خوشی ہورہی ہے، کہ اِن میں سے اکثر سیکرٹری صاحبان جو بیٹھے ہیں، میرے لیے نئے چہرے ہیں، نوجوان نوجوان۔تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان سیکرٹری

صاحبان کا تعارف ہو جاتا۔ کیونکہ میں ان میں سے دو تین کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا ہوں۔ شاید سب نئے سیکرٹری صاحبان تشریف لائے ہیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! تھوڑا سا آپ کو update کروں، یہ آپ کے سارے ممبر صاحبان کے پی ایس ہیں جو کہ یہاں وہ بزورِ بازو اِن کو اندر بلاتے ہیں اور یہاں بٹھاتے ہیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: اچھا اچھا! مَیں نے کہا کہ شاید نئے سیکرٹری صاحبان ہیں۔ تو I am sorry.

جناب اسپیکر: سردار، صرف مَیں نے اس کی correction کی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ یہاں سیکرٹریز ہونے چاہئیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جناب اسپیکر صاحب! یہ تو ایک بات تھی۔ بات یہ ہے کہ یہ ایوان صوبے کا سب سے مقدس جگہ ہے، یہاں قانون بنتا ہے، یہاں لوگوں کے مسائل اُٹھائے جاتے ہیں۔ اب ہم تو بول لیتے ہیں۔ ہم سے پہلے دوست کہہ رہے تھے بجلی کا مسئلہ ہے، ایجوکیشن کا مسئلہ ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہاں کوئی ایسی شخصیت نہیں ہے جس کے گوش گزار کیا جائے، کہ جناب! آپ یہ کریں۔ اور ہر چیز ہم چیئر پر ڈال رہے ہیں، کہ جی آپ کیسکو چیف کو بھی بلائیں، ایچ ای سی کو بھی بلائیں، وائس چانسلر کو بھی بلائیں، گورنر صاحب کے بھی گوش گزار کریں۔ تو میرا خیال ہے کہ آپ اِس چیز کو تھوڑا سا سیریس لیں گے اور آئندہ کے لیے ڈائریکشن پاس کریں گے کہ چاہے وہ ریگولر اجلاس ہو، جس میں سوالوں کے جواب ہوتے ہیں یا جیسے ابھی قراردادیں آئی ہوئی ہیں، معزز ممبروں نے یہ قراردادیں لائی ہیں اور میرا خیال ہے اسکی ایک سے ایک قرارداد اپنی جگہ پر اہمیت کی حامل ہیں۔

جناب اسپیکر: done ہے done ہے، آپ کا point noted ہے انشاء اللہ اس کے اوپر عمل ہوگا

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: جی Thank you very much جناب سپیکر صاحب! میرا گلا بھی خراب ہے۔ میں ایک شعر سے شروع کرتا ہوں۔ کہتا ہے۔

ظلم پھر ظلم ہے، بڑھتا ہے تو مِٹ جاتا ہے۔

خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے۔

میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ سناؤں۔ میں پچھلے دنوں جرمنی میں تھا بازار میں ہم شاپنگ کے لیے جا رہے تھے تو ایک جگہ پر بہت رش بنا ہوا تھا۔ تو میں بھی رُک گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک وہ آپ کو شاید تجربہ ہوگا اسپیکر صاحب! وہاں ایک دو مقامی لوگ نقشے بنا رہے تھے۔ رنگ اُٹھایا ہوا تھا۔ تو میری ڈیمانڈ تھی کہ پاکستان کا نقشہ بنا دیں وہاں اتنا سا ایک بہت بڑا ایریا تھا، اُس پر وہ نقشے بنا رہے تھے، تو فلسطین کا بھی تھا۔ مَیں نے ڈیمانڈ کی مَیں نے کہا ''کہ پاکستان'' اُس نے پاکستان کا

نقشہ بنایا۔ میرے پاس کچھ سکے تھے، وہ ڈالے۔ دو چار پاکستانی وہاں کھڑے تھے۔ آپ یقین کریں کہ وہاں فلسطین کا نقشہ جو بنا ہوا تھا۔ اچھا! اُس کا وہ اِنکم کا ذریعہ تھا، آپ نے دیکھا ہے یہ چیزیں۔ وہ جتنے ایریے میں اُسکا نقشہ بنا ہوا تھا میرا خیال ہے وہ تھک چکا تھا سکوں کے ساتھ، لوگوں نے اِتنے سکے اُس پر ڈالے ہوئے تھے۔ یہ نہیں ہے کہ فلسطین کوئی بحیثیت مسلمان وہاں انہوں نے ڈالے تھے۔ وہاں یہودی بھی تھے، عیسائی بھی تھے، دنیا کے ہر مذہب کے لوگ تھے۔ لیکن کس وجہ سے ڈالے تھے؟ کہ وہ مظلوم ہیں اُن پر ظلم ہو رہا ہے۔ یہاں ہم قراردادیں لاتے ہیں۔ آج صبح میں ٹی وی میں دیکھ رہا تھا کہ پوری اُمتِ مسلمہ نے فیصلہ کیا ہے، سوائے شاید ایک دو ملکوں کے کہ اسرائیل کو تسلیم کیا جائے۔ میں تو کہوں گا کہ اس وقت کون سا اسلامی ملک ایک دو کے علاوہ پاکستان سرفہرست ہے۔ جیسے مولانا صاحب نے کہا کہ ہم نے چندے بھی اکٹھے کیے، ہمارے وفود بھی وہاں ہیں، جماعت اسلامی کے کیمپ بھی وہاں ہیں۔ میرا خیال ہے کوئی اور تو، یہاں ہم اپنی سیاست چمکاتے ہیں، فلسطین کے مسئلے پر condemn کر رہے ہیں۔ ہم بددعائیں دے رہے ہیں۔ بددعاؤں سے ہوتا تو اس وقت امریکہ کا صدر کوئی پیدا ہی نہیں ہوتا، جیسے ہی پیدا ہوتا مر جاتا۔ اِن چیزوں سے نکل کے عملی، عملی چیز کی ضرورت ہے جیسے مولانا نے کہا ہے کہ ہم نے عملی کیا کیا ہے؟ عملی طور پر ہم نے وہاں کیا حصہ ڈالا ہے؟ سوائے اس کے کہ آپ کے پاسپورٹ پر اُس کو ہٹا دیا جاتا ہے کہ آپ اسرائیل نہیں جا سکتے۔ باقی میرا خیال ہے نہ گورنمنٹ کی سطح پہ، آج تک، پچھتر، چھتر سالوں میں اس کے لیے کچھ کیا گیا۔ ہم نے اسٹوڈنٹس لائف میں فلسطینیوں کے ساتھ گزاری ہے ہمیں پتہ ہے کہ وہ کس حد تک ان کا سلسلہ تھا کس حد تک قربانی دی۔ تو میں گزارش کروں گا کہ صرف فلسطین کی بات نہیں کریں، ظلم جہاں ہوتا ہے اُسکو، پہلی بات تو یہ ہے کہ اِس قرارداد کو پورے ایوان کی مشترکہ قرارداد، مَیں مسلم لیگ (ن) کی طرف سے سنئیر ساتھی کی طرف سے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور میری گزارش ہے آپ سے کہ اس کو ایک، زابد ریکی صاحب نے بہت اچھی قرارداد لائی، اِس کو پورے ایوان کی قرارداد ہونی چاہیے۔ یہ ہم سب کی آواز بنے۔ اس بلوچستان کے 65 کے ایوان کی آواز بنے۔ اس کے ساتھ ساتھ ظلم، آج اگر ایک آپ کے سوشل میڈیا پر جناب سپیکر صاحب! میں کوئی جذباتی بات نہیں کر رہا ہوں، کہتے ہیں جہاں آگ لگتی ہے نا اس جگہ کو پتہ ہوتا ہے کہ گرمائش کیا ہے۔ آپ ایک فلسطین کے بچے کی لاش اُس کے باپ ماں بھائی اُٹھا کے لے جا رہے ہیں سوشل میڈیا پر اور ٹی وی پر آپ دیکھتے ہیں اس بلوچستان میں، اِس بلوچستان میں اس سرزمین کی جو حفاظت کر رہے ہیں، جب اُن کو شہید کیا جاتا ہے، تو اُن کے بھی ایسے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ کیا یہ جہاد ہے؟ یا یہ ظلم ہے؟ آپ اُس بیوہ سے پوچھیں جب وہ اپنے دو، تین، چار، معصوم بچوں کو رات کو گود میں لے کے رضائی میں منہ چھپا کے روتی ہے تو کیا وہ ظلم نہیں ہے یا آپ اُس باپ سے پوچھیں جو اپنے بیٹے کے قبر پر کھڑے ہو کر فخر سے کہتا ہے کہ میرا بیٹا شہید ہوا ہے اِس دھرتی کیلئے لیکن اندر سے وہ ٹوٹ چکا ہوتا ہے اُس عمر کے اُس حصے

میں ہوتا ہے کہ اُس کو اپنے بچے کی، بیٹے کی سہارا بننے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اُسی بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اُتر کے اور رات کو ایک کونے میں بیٹھ کے کمرے کی لائٹ بند کرکے وہ روتا ہے تو کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ کیا یہ آواز نہیں اُٹھانی چاہیے؟ آخر اُس سپاہی کا کیا قصور ہے جو آپ کے سمندر کے کنارے پر آپ کے ملک کی معیشت کی حفاظت کر رہا ہے۔ اُس سپاہی کا کیا قصور ہے جو جناح روڈ کے یا کوئٹہ کی بازار میں کھڑا ہے، آپ رمضان کی خریداری کرتے ہیں، وہ آپ کی حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔ اور اُس کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ اُس کے بچے اِس رمضان میں یا عید پر ماتم کر رہے ہوتے ہیں جبکہ آپ نئے کپڑے اور نئی چیزوں کی خریداری کر رہے ہوتے ہیں۔ یا اُس یتیم بچوں کا، اُس بیوہ کا، اُس مظلوم باپ اور ماں کا کیا قصور ہے کہ آپ کی resources پر وہ آپ کے کام آئے گی، اُپ کی حفاظت کیلئے کھڑا ہے اور اُس کو شہید کیا جاتا ہے اُس کے بوڑھے والدین سے آیا وہ پنجاب سے ہیں، بلوچستان سے ہے، KP سے ہے یا سندھ سے ہے وہ عید کی بجائے ماتم کرتے ہیں۔ تو میں عرض کروں گا جناب اسپیکر صاحب! کہ ایک فلسطین کی بات ضرور ہے وہاں ظلم ہے اسرائیل اُس پر ظلم کر رہا ہے اُس کے ہسپتالوں پر بمباری کر رہا ہے لیکن کیا یہ پھول نچھاور کر رہے ہیں؟ آئیں آگر ہم اسرائیل کو condemn کرتے ہیں یہ ہمارے گھروں میں رہتے ہیں۔ میں کسی کے علاقے کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ شاید کسی کا دل آزاری ہو میں کہتا ہوں کہ آگر بارکھان میں کوئی دہشت گرد رہتا ہے تو میرے علاقے میں بھی رہتا ہے۔ اور میں گزارش کروں گا کہ وہ بارکھان کے عوام اُس کا اُس کے خاندان کا بائیکاٹ کریں۔ اُس کی لائف لائن کاٹیں کہ کیوں کر رہے ہو؟ کیا اس زمین کا کوئی ٹکڑا آج تک کوئی پنجابی، سندھی، پٹھان اُٹھا کے لے گیا ہے؟ یہ دھرتی یہاں قائم ودائم ہیں اسی پر آپ رہتے ہیں اسی کے آپ بادشاہ ہیں۔ اور آپ اسی دھرتی پر آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ آپ جب blast کرتے ہیں آپ نہیں دیکھتے ہیں جب آپ suicider بنتے ہیں کہ کون مر رہا ہے؟ کیا پچھلے دنوں جتنے مکران میں واقعات ہوئے لوکل مرے نہیں مرے؟ کیا وہ اس دھرتی کے باشندے تھے یا نہیں؟ اکیلے آپ ٹھیکیدار ہیں؟ کونسی آزادی کی بات کرتے ہیں آپ پر کونسی پابندی ہے؟ کونسے ادارے آپ کیلئے بند پڑے ہوئے ہیں کیا بلوچستان یونیورسٹی بند پڑی ہے بولان میڈیکل کالج بند پڑا ہوا ہے یا جو بلوچستان میں یا پنجاب کے کالجز ہیں کیا آپ لوگ نہیں پڑھ رہے ہیں وہاں؟ آپ غیر کے ایجنٹ بن کے اس دھرتی کو آپ نقصان دے رہے ہیں۔ تو جس طریقے سے فلسطین کا نقصان ہو رہا ہے اسی طریقے سے بلوچستان بھی اس وقت مظلوم ہے۔ تو میں چاہوں گا میری یہ خواہش ہے جناب اسپیکر صاحب! میری ایوان سے گزارش ہے کہ جیسے ہم فلسطین کو ایک مظلوم ریاست کے طور پر دیکھ رہے ہیں یہ صوبہ بھی اُس سے زیادہ مظلوم ہے۔ ہمارے ترقی کی راہیں، ہمیں روڈوں پر نہیں چھوڑا جاتا ہے۔ ہمیں minerals نہیں نکالنے دیے جاتے۔ ہمیں الیکشن نہیں لڑنے دیا جاتا کہ ہم لوگوں کی آواز بن کے اس ایوان میں پہنچیں۔ میری علاقے میں، ڈیرہ بگٹی میں، کوہلو

میں، مکران پورے ڈویژن میں راکٹ مارے، بم مارے لوگوں کو شہید کیا۔ میرا جگری دوست، وہ میری جان ہے، کراچی میں وہ آج بھی زیرعلاج ہے یا نہیں ہے اسلم؟ اُس کا کیا قصور ہے؟ اُس کا قصور یہ ہے کہ وہ اس ریاست اس پاکستان سے کہتا ہے ''کہ پاکستان ہے تو ہے پاکستان نہیں ہے تو ہم بھی نہیں ہیں'' اُس کا یہ قصور ہے کہ وہ بلوچ نہیں ہے آپ اُس سے زیادہ وفادار بلوچ ہیں اس دھرتی کے۔ ہمیں تو پابند کیا گیا جناب اسپیکر صاحب! دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں اور ہمارے دونوں پاؤں میں nail ہے۔ ریاست ہمیں آزاد کرے ہم ان کو دیکھتے ہیں۔ رات میں دیکھ رہا تھا سوشل میڈیا پر چل رہا ہے ''کہ جی کوہلو میں آزادی کا ترانہ چل رہا ہے فٹبال میچ میں'' ایف سی کا کمانڈنٹ اُسمیں chief guest ہے۔ پتہ نہیں ہے fake ہے یا کیا ہے۔ سوشل میڈیا پر چلا ہے۔ میں نے اپنے دوست جو میرے وڈیرے اور کھیتر ان میرے ساتھ بیٹھے تھے، میں نے کہا آج تک میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ میرے علاقے میں یہ ترانہ بجا کے دکھائیں۔ تو میری گزارش ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ جس جس علاقے میں یہ دہشتگرد ہیں اُن علاقے کے عوام اُٹھ کھڑے ہوں۔ ریاست اُن کے ساتھ کھڑی ہے۔ ادارے اُن کے ساتھ کھڑے ہیں۔ law enforcing agencies اُن کے ساتھ کھڑی ہیں لیکن جتنے تک لوکل on-board نہیں ہونگے یہ دہشتگردی کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اُن کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ اُن کا ہر لحاظ سے راستہ روکیں۔ آپ دیکھیں گے کہ دو مہینے میں اگر جہاں بلوچستان میں امن قائم نہیں ہوا آپ مجھے سرعام پھانسی لگا دینا۔ اِتنے طاقتور نہیں ہیں چند مٹھی بھر لوگ ہیں جو دوسروں کے ٹکڑوں پر پل رہے ہیں۔ اُن میں یہ جرات نہیں ہے کہ اِس دھرتی کو یہاں کھیت کھلیان آباد کریں یا اس کے معدنیات کو آباد کریں یا یہاں کوئی کام کریں۔ مفت کی روٹیاں توڑ کے دوسروں کے ایجنڈ بن کے اور مارکس رہے ہیں؟ اِس دھرتی کے لوگوں کو اس پاکستان کے لوگوں کو۔ تو میں آخر میں عرض کروں گا کہ یہ صرف فلسطین کی بات نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ فلسطین پر ظلم نہیں ہو رہا ہے۔ yes اُن پر بھی ہو رہا ہے۔ یہ ستر، پچھتر، چھتر سالوں سے یہ لوگ بیرونی آقاؤں کے ایجنٹ ہمارے اُوپر ظلم کر رہے ہیں۔ تو یہ چیزیں یہ پورا ایوان سب کو condemn کریں اور ایک مشترکہ قرارداد کی صورت میں یہ لے آئیں کہ سوشل بائیکاٹ ہر عوامی نمائندہ جہاں جہاں سے منتخب ہو کے آیا ہے۔ اِن کا سوشل بائیکاٹ کریں۔ ان کے ساتھ، ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح ناپ تول سکتے۔ آخر میں میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: .Thank you۔ آیا قرارداد نمبر 4 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔

مولوی نوراللہ: اذان میں منع نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اذان میں ممنوع نہیں ہے؟

مولوی نور اللہ: نہیں۔

جناب اسپیکر: آپ اِسی قرارداد پر بولنا چاہتے تھے۔

مولوی نور اللہ: جو اذان سے ضروری ہے وہی بات کرنی چاہیے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں۔آپ اسی قرارداد کے اُوپر بولنا چاہتے تھے؟

مولوی نور اللہ: ہاں۔اسی سے منسلک باتیں ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے ریکوئسٹ، چٹ نہیں بھجوائی ہے اب مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ آپ بولیں گے؟

مولوی نور اللہ: میں نے دس بار ہاتھ کھڑا کیا۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! ہاتھ، ایسا نہیں ہوتا ہے۔ میں نے پہلے آپ کو بتایا میں نے کہا جو حضرات procedure ہیں آپ اُس کو follow کریں۔اُس کے مطابق تاکہ ہم لوگ بولیں، وہ چٹیں آئی ہیں۔میں نے جس جس کی آئی تھی اُن کو موقع دے دیا۔ابھی قرارداد منظور ہوگئی ہے۔ابھی آپ کہتے ہیں کہ میں دوبارہ اس پر بولوں گا، یہ کیسے ہوگا؟

مولوی نور اللہ: تو بیٹھ جاؤں؟

جناب اسپیکر: مہربانی کرکے آپ بیٹھیں، دوسری قرارداد پر بول لیں۔ میر سرفراز احمد بگٹی صاحب، وزیراعلیٰ بلوچستان، محترمہ غزالہ گولہ بیگم صاحبہ، ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی، نواب ثناء اللہ زہری صاحب، میر محمد صادق عمرانی صاحب ، سردار سرفراز چاکر ڈومکی صاحب، جناب ظہور احمد بلیدی صاحب، مولوی نور اللہ صاحب، جناب محمد اصغر رند صاحب، میر علی مدد جتک صاحب، جناب صمد خان گورگیج صاحب، جناب عبید اللہ گورگیج صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، جناب اسفندیار خان کاکڑ صاحب، محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ، محترمہ مینا صاحبہ اور جناب سنجے کمار، اِن حضرات میں سے کوئی ایک محرک مشترکہ قرارداد نمبر 3 پیش کریں۔محترمہ آپ پیش کریں گی؟

محترمہ غزالہ گولہ (ڈپٹی اسپیکر): جی۔

جناب اسپیکر: پلیز۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔مشترکہ قرارداد نمبر 3۔ یہ کہ ملک کے پہلے منتخب وزیراعظم، شہید ذوالفقار علی بھٹو کو 45 سال قبل انصاف کے تقاضے پورے کیے بغیر سزائے موت کی سزا دی گئی۔جس کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی اپنی تاریخی رائے میں یہ تسلیم کیا ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت عدالتی قتل تھا۔چونکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے مقبول ترین وزیراعظم تھے۔اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973ء کے خالق بھی تھے۔جس کی

بنا اِنہیں بابائے آئین بھی کہا جاتا ہے۔جس کی بدولت ملک کے چاروں اکائیوں کو اکٹھا کیا گیا۔اور اس کی بدولت پاکستان میں پائیدار پارلیمانی جمہوریت قائم ہوئی۔لہٰذا شہید ذوالفقار علی بھٹو کی ملک کیلئے گراں قدر اور عظیم خدمات اور سپریم کورٹ آف پاکستان کی حالیہ رائے کی روشنی میں یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ 04 اپریل ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کا دن ہے۔

لہٰذا ملک بھر میں اِن کی شہادت پر 04 اپریل کو Gazetted Holiday Declare کرنے کا اعلان کرے۔Thank you

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 3 پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: کیا محرکین قرارداد نمبر 3 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔جی ظہور صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! اِس بات پر کوئی شک نہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ انتہائی ظلم و زیادتی ہوئی۔اُن کو تختہ دار پر اس لیے لٹکایا گیا کہ اُنہوں نے پاکستان کو 1973ء کا آئین دیا۔اُنہوں نے پاکستان کو فلاحی ریاست کی جانب گامزن کیا۔اِس ملک کو ایٹمی طاقت بنایا۔اُمتِ مسلمہ کو اُنہوں نے ایک چھتری تلے جمع کیا۔اور OIC بنائی۔اِس کے علاوہ اِن کے اور اِن کے خاندان کے لازوال قربانیاں ہیں اِس ملک کی سالمیت اِس ملک کی بقاء اور اِس ملک کی پارلیمانی تاریخ کے لیے۔جناب اسپیکر! اُن کو تختہ دار پر لٹکانے والا ہاتھ بھی اِس عدالتی نظام کے کچھ ایسے لوگ تھے اور آج اُسی عدالت نے فیصلہ کیا ''کہ بھٹو صاحب بیگناہ تھے،اُن کے ساتھ ناانصافی ہوئی اور اُن کو fair trial موقع نہیں دیا گیا'' جناب اسپیکر! اگر بھٹو صاحب کی حکومت اور اُن کی قیادت کی تسلسل کو نہ روکا جاتا تو آج اِس ملک کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔آج ہم اِتنی مصیبتوں اور مسائل کا شکار نہیں ہوتے۔ایسے لیڈر دنیا میں بڑے کم پیدا ہوتے ہیں جو نا صرف اپنے ملکوں کی تقدیر بدلتے ہیں بلکہ پوری دنیا کے نقشے میں اثر انداز ہو کر اُن کی alignment change کرتے ہیں۔اور بھٹو صاحب ایسے قدآور لیڈر تھے۔تو میں گزارش کرتا ہوں کہ ایسے لیڈر کی یاد میں ہم اُنکی جس دن اُن کو شہید کیا گیا اُس کو منائیں تاکہ ہمارے آنے والی نسلیں یہ جان سکیں کہ اُن کا ماضی کیا تھا اور اُن کے ماضی میں کیسے لیڈر تھے کہ جنہوں نے اِس ملک کی پارلیمان،اِس ملک کی جمہوریت،اِس ملک کی بقاء اور اِس ملک کے مستقبل کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔تو میں گزارش کروں گا کہ 04 اپریل کو gazetted holiday قرار دیا جائے۔شکریہ

جناب اسپیکر: جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! آج ہم ایک ایسی قرارداد پر بات کر رہے ہیں جس شخص نے صرف دنیا کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکھٹے کیا اور اِس ملک کو جو 1971ء میں دولخت ہوئے، 91 ہزار جنگی

قیدی بنے، جو معاشی طور پر بالکل تباہ و برباد ہو چکا تھا، دفاعی لحاظ سے ہم لوگ کمزور ہو چکے تھے، اُس شخص نے اِس ملک کی قیادت سنبھالتے ہوئے صرف اِس ملک کو آج دفاعی لحاظ سے آج تک مضبوط رکھا اور ایٹمی ٹیکنالوجی دی۔ اِس ملک کو، جب ہم معاشی طور پر تباہ و برباد تھے، اِس ملک کو ایک ایٹمی طاقت بنا کر آج ہمیں دے کر گئے۔ آج اگر ہمارا ملک بھٹو صاحب کی کاوشوں کی بدولت ایٹمی طاقت نہ ہوتا تو آج پتہ نہیں ہمارے مسلمانوں کا جو حال ہے دنیا کے اندر، فلسطین کے اندر یہاں ہمارے ملک کے اندر بھی ہمارا حال انتہائی خراب ہوتا۔ پتہ نہیں ہمارے ملک کا وجود بھی ہوتا کہ نا ہوتا۔ آج جس پارلیمنٹ میں ہم اُس کے لیے قرارداد پیش کر رہے ہیں، اِس پارلیمنٹ کی بنیاد بھی اُن کی بدولت رہی۔ بلوچستان کو صوبائی خودمختیاری، آئینی خودمختیاری، بلوچستان یونیورسٹی، بولان میڈیکل کالج، کوئٹہ، خضدار، قلات، بیلہ ہائی وے، کوئٹہ، نوشکی روڈ ہائی وے، یہ تمام میگا پروجیکٹس جو تھے اُس شہید کے دیئے ہوئے تحفے ہیں۔ آج اُن کی جدوجہد کے نتیجے میں، اُس خاندان کی جدوجہد کے نتیجے میں، جو کہ ایک طویل جدوجہد ہے جس جدوجہد کے نتیجے میں ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کیا گیا۔ صرف اُس کا جرم یہ تھا کہ پاکستان کو اُنہوں نے ایٹمی طاقت بنایا۔ یہاں اسلامی سربراہ کانفرنس منعقد کروائی۔ اور اِس کی پاداش میں ایک جھوٹے قتل کے کیس میں اُس کو سزائے موت دی گئی۔ نہ صرف اُن کو سزائے موت دی گئی، پاکستان پیپلز پارٹی کے ہزاروں کارکنوں کو قید و بند میں رکھا، جیلوں میں رکھا، کوڑے مارے گئے، پھانسی دی گئی، لالا عبدالرزاق جھرناں، الیاس اور بہت سے لوگ ہیں ہمارے ساتھی جو ہمارے ساتھ اُس وقت اِس جدوجہد میں تھے، مَیں خود بھی تھا مَیں بھی 8 سال قید و بند اِس آمرانہ دور میں گزارے۔ جدوجہد میں گویا ہے۔ آج جب اُسی سپریم کورٹ نے اِس بات کا اعتراف کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ اُس کو قتل کیا گیا۔ لہٰذا ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کی عوام آئندہ ہر سال 4 اپریل کو یہاں holiday منایا جائے۔ اِس قرارداد کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اگر اِس پر ہم بحث کرنے نکلیں تو ایک طویل داستان ہے۔ اِس کے علاوہ جناب اسپیکر! اگر موقع دیں تو پھر جو کمیٹی آپ نے بنا کر بھیجا تھا اُس کی رپورٹ بھی آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

جناب اسپیکر: thank you صادق صاحب۔ بخت کاکڑ صاحب۔

جناب بخت محمد کاکڑ: thank you جناب اسپیکر! کہ آپ نے آج قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے، ان کی برسی کے حوالے سے جو قرارداد پیش ہوئی ہے اُس پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! دنیا میں ہمیشہ وہ قومیں زندہ رہتی ہیں وہ قومیں ترقی کرتی ہیں اور وہ قومیں عظیم اقوام ہوا کرتی ہیں، جو اپنے محسنوں کے احسانات کو ہمیشہ یاد کرتی ہیں۔ اپنے محسنوں کی جو خدمات ہیں اُنکو ہمیشہ یاد کرتی ہیں۔ جناب اسپیکر! قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے پوری دنیا میں ایک سیاسی راہنما کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے

اپنی زندگی میں ہمیشہ آئین کی بحالی جمہوریت کی بالادستی کے لئے کام کیا۔ آج بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے بعد پاکستان میں پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی اہمیت کو جو قائداعظم محمد علی جناح کے بعد جس نے اُجاگر کیا وہ ذوالفقار علی بھٹو ہیں آج قائداعظم محمد علی جناح کے بعد جو لیڈر عوام کے دلوں میں رہتے ہیں وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے بعد جس کو پاکستان میں اور دنیا میں عوام لیڈر مانتی ہے وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو ہے۔ یقیناً آج روزہ بھی ہے اور ایک اور بھی قرارداد پیش ہونی ہے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو کی زندگی کے ایک ایک پہلو پر بھی اگر ہم بات کریں تو گھنٹوں اُس پر بات ہوسکتی ہے۔ لیکن مَیں یہاں شہید ذوالفقار علی بھٹو کے جو چند کارنامے ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں 1971ء میں جب پاکستان دولخت ہوا جو ویسٹ پاکستان میں جو پولیٹیکل اور اکنامک crisis تھی اُس وقت کے حکمرانوں کے پاس اور کوئی option نہیں تھا کہ وہ اقتدار شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سونپتے اور پھر جب اقتدار شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سونپا گیا تو اُس نے جس انداز سے جس طریقے سے پاکستان کی ترقی کے لئے کام کیا اور پھر 1972ء میں جو war کے prisioners بنے، 02 اکتوبر 1972ء کو شملہ پیکٹ کے ذریعے جس باعزت طریقے سے اُن war prisioners کو رہا کیا یقیناً وہ ہم سب کے لئے باعزت ہے اور ساتھ ہی ساتھ ذوالفقار علی بھٹو نے 1973ء میں تمام پارٹیوں کو یکجا کرکے ایک unanimously agreed Constitution دیا جو ابھی تک وہی 1973ء کا Constitution چل رہا ہے amendments کے ساتھ۔ اور ساتھ ہی ساتھ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے انٹرنیشنل پریشر کے باوجود پاکستان کا ایٹمی پروگرام اسٹارٹ کیا۔ اور آج پاکستان پوری دنیا میں خصوصاً مسلم ممالک میں واحد ایٹمی طاقت ہے جس کا سہرا یقیناً شہید ذوالفقار علی بھٹو کو جاتا ہے۔ اور شہید ذوالفقار علی بھٹو نے 1974ء میں جو اسلامی سربراہی کانفرنس تھی اُسکا انعقاد پاکستان کے شہر لاہور میں، تو اُس سے پوری دنیا میں خصوصاً مسلم اُمہ میں پاکستان کا ایک positive image گیا پاکستان اسلامی ممالک میں اُس وقت سے لیکر ابھی تک جتنے بھی ایشوز آتے ہیں پاکستان اُس میں leading role play کر رہا ہے یقیناً آج شہید ذوالفقار علی بھٹو کو پینتالیس سال بعد جو سپریم کورٹ کے تاریخی decision میں یہ قرار دیا کہ ذوالفقار علی بھٹو کو fair trial کا موقع نہیں ملا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کا قتل ایک judicial اور ایک political murder تھا۔ یہ سپریم کورٹ نے فیصلے میں endorse کیا ہے اور اُسکے بعد یقیناً چاروں Assemblies نے ایک قرارداد پیش کی کہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کو قومی ہیرو کا درجہ دیا جائے۔ اور آج یہ قرارداد پورے ایوان کی جانب سے متفقہ قرارداد ہونی چاہئے کہ 04 اپریل کو ایک gazetted holiday وہ مقرر کی جائے تاکہ ہم اس دن کو celebrate کریں ہمیں پتہ ہو کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جو قربانیاں دی ہیں اس ملک کے لئے اُس کے باوجود جو ظلم ہوا اُس سے پوری قوم، ملک ایک سبق لے۔ thank you very much.۔

(اس مرحلے میں میڈم غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی محترمہ مینا صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید: شکریہ اسپیکر صاحبہ! آج قرارداد پیش ہوئی۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے۔ وہ مسلمانوں کے عظیم لیڈر تھے۔ پوری دنیا میں جس جواں مردی اور جس لیڈرشپ کے ساتھ اُنہوں نے مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ اور اسکے ساتھ ساتھ اس ملک کو آئین دیا، 1973ء کا آئین جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت میں منظور ہوا۔ تو مَیں یہ کہنا چاہوں گی کہ دیر صحیح لیکن حق کا فیصلہ ضرور ہوتا ہے۔ اور جو سچا ہوتا ہے دنیا کو اُسکی سچائی دیر صحیح لیکن پتہ ضرور چلتا ہے۔ تو آج 45 سال بعد عدالت نے یہ تسلیم کیا کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کی موت، مَیں شہادت کہوں گی کہ عدالتی قتل تھا۔ تو ہمارے لیئے خوش قسمتی کی بات ہے میڈم اسپیکر! کہ جس طرح پاکستان پیپلز پارٹی کے جتنے بھی ایم پی ایز ہیں بلوچستان کے، جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی کہ 04 اپریل کو شہید ذوالفقار علی بھٹو کا دن مقرر کیا جائے تاکہ پورے ملک کی جو ہماری عوام ہے وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ہمیشہ اس دن یاد کریں کہ اس دن کس طرح عدالتی قتل ہوا تھا ایک عظیم لیڈر کو شہید کیا گیا دوسرا مَیں یہ کہنا چاہوں گی کہ بالخصوص دہشتگری کے حوالے سے مکران میں جو کچھ دنوں سے دہشتگر دی کی ایک لہر پھر سے دَوڑ پڑی ہے۔ مکران ڈویژن میں یکے بعد تین دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں جس میں دو گوادر میں اور ایک تربت میں جس میں ہمارے فوجی نوجوان شہید ہوگئے ہیں۔ تو اُن سب کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور شہداء کے درجات بلند ہوں۔ تو مَیں یہ کہنا چاہوں گی کہ مکران ڈویژن بالخصوص تعلیم کے حوالے سے literacy rate مکران ڈویژن کی، ڈسٹرکٹ کیچ کی پورے بلوچستان میں آگے ہیں۔ اور خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ پاکستان لیول میں ایک سروے کے مطابق مکران ڈویژن پانچویں نمبر پر ہے۔ تو دہشتگردی کے واقعات قصداً مکران ڈویژن میں کیئے جارہے ہیں تاکہ یہاں ترقیاتی کاموں کو روکا جائے تاکہ یہاں جو سرمایہ کار ہیں بیرونی سرمایہ کار ہیں، کوشش کی جارہی ہے کہ بلوچستان میں ان کی انویسٹمنٹ نہ ہوں، پاکستان میں ہوں، تو اُن کو پہلے سے یہ بھنک لگ چکی ہے کہ اگر مکران ڈویژن میں یا بلوچستان میں ترقیاتی کام ہوئے، لوگوں کی محرمیوں کا ازالہ ہوا تو پھر ہماری نفرت کی سیاست، ہماری فنڈنگ، جو ہمیں پاکستان کی دشمن ممالک سے مل رہی ہیں، تو یہ بند ہوگی۔ تو قصداً مکران ڈویژن کو اُنہوں نے اپنا فوکس کیا ہوا ہے یہاں پڑھے لکھے نوجوانوں کو تعلیم سے دور رکھ کر محروميوں اور نفرت کی سیاست کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں اور امن وامان کو بگاڑنا اِس

کی کڑیاں اُسی مقصد کے ساتھ جا کے جڑتی ہیں۔تو مَیں اِن تمام واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں بطور بلوچ، بلوچ بیٹی، اُسی علاقے سے مَیں تعلق رکھتی ہوں۔مَیں اِن تمام دہشتگردی کے واقعات کی مذمت کرتی ہوں اور مَیں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے تمام لوگ جو آج فلسطین کے لئے آواز اُٹھا رہے ہیں آج جو اسرائیل کی مذمت کر رہے ہیں وہ ان تمام تنظیموں کی بھی مذمت کریں۔اِن تمام لوگوں کی بھی مذمت کریں جو اِن تنظیموں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔جو نہ صرف امن وامان کو بگاڑ رہے ہیں بلکہ ہمارے فوجی نوجوان شہید ہو رہے ہیں سویلین شہید ہو رہے ہیں، مَیں خود کچھ فیملیز کو جانتی ہوں جن کے ساتھ ہمارے close terms ہیں، قیوم بلوچ نام ہے اُس لڑکے کا۔اُن کے والد صاحب کو گورکوپ میں شہید کیا گیا اور مند میں چہار شنبہ نام کا ایک بندہ تھا، اُن کو شہید کیا گیا۔تو اُن کے لئے کیوں کوئی آواز نہیں اُٹھاتا؟ کیا وہ بلوچ نہیں ہے؟ یا اُنکا خون سفید ہے؟ یا بلوچ وہ ہیں جن کے بارے میں یا یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اغواء کئے گئے ہیں یا پاکستان کے جیلوں میں ہیں صرف بلوچ وہ ہیں؟ یا وہ ہیں جو پہاڑوں پر خود کو missing persons دکھاتے ہیں یہ صرف بلوچ وہ ہیں؟۔وہ بلوچ نہیں ہیں جن کو دن دیہاڑے مارا جا رہا ہے؟ وہ بلوچ نہیں ہیں جن کو بغیر کسی جرم کے مارا جاتا ہے؟۔کون ہے جو انکو لائسنس دیتا ہے licence to death، کس نے دیا ہے ان کو؟ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان بلوچوں کے لئے کوئی آواز اُٹھانا پسند نہیں کرتا۔کیونکہ حق کے لئے آواز اُٹھاتے ہیں جو لوگ یہ چُورَن نہیں بکتا۔جو نفرت کی سیاست پھیلانا چاہتے ہیں جو negative پروپیگنڈہ کرتے ہیں وہ چُورَن بہت بکتا ہے ہمارے ملک میں افسوس کے ساتھ۔کیونکہ اُس کے پیچھے فنڈنگ ہے، پاکستان دشمن جو ممالک ہیں وہ فنڈنگ کرتے ہیں اسی لئے وہ چُورَن بڑی آسانی کیساتھ بکتا بھی ہے اور پھیلتا بھی ہے۔جو حق پر ہوتے ہیں اُن کے لئے کوئی آواز نہیں اُٹھاتا۔اُن کے لئے کوئی نہیں بولتا۔آج ہم سب کھڑے ہیں اسرائیل کی ظلم کے خلاف بولتے ہیں لیکن چند تنظیموں کے خلاف بولنا کوئی پسند نہیں کرتا۔اِتنے تو ہم بزدل نہیں ہیں۔لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے ضمیر کو جھنجوڑنا ہوتا ہے۔ہمیں یہ احساس ہونی چاہیے اور مَیں سمجھتی ہوں کہ اِس پر بولنا بڑا ضروری ہے۔شاید کچھ لوگوں کو یہ باتیں میری سخت لگیں اور شاید کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی باتوں سے گریز کیا جائے۔لیکن نہیں مَیں نہیں ڈرتی کسی سے۔اور مَیں اُن تمام لوگوں کے لئے آواز اُٹھاؤں گی جو اِن دہشتگرد تنظیموں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔اور اِن کے Hit-List میں ہیں۔کیونکہ کل کو اگر خدانخواستہ اگر میرے ساتھ کچھ ہوا تو میرے بچوں کے لئے بھی کوئی آواز اُٹھانے والا ہو۔تو مَیں سمجھتی

ہوں کہ اِس پر آواز اُٹھانا بہت ضروری ہے۔ اور اِن تمام دہشتگر دی کے واقعات کی مَیں شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ Thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you محترمہ مینا صاحبہ۔ کسی اَور نے بات کرنی ہے؟ جی علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: جس طرح کہ ہمارے پارٹی کے بشمول مَیں، میرے دوستوں نے یہ مشترکہ قراداد اسمبلی میں پیش کی، اِس عظیم انسان، ایک عظیم شخص کیلئے جس کا نام ہے شہید ذوالفقار علی بھٹو۔ مَیں لمبی چوڑی بات نہیں کروں گا۔ بحیثیت پیپلز پارٹی کا ایک ادنیٰ سا ورکر مَیں بھی یہ سفارش کرتا ہوں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو، آج سے 45 سال پہلے جو شہید کیا گیا، جس طرح سندھ میں 04 اپریل کو چھٹی ہوتی ہے، مَیں سمجھتا ہوں کہ پورا پاکستان میں بشمولِ وفاقی حکومت میں بھی شہید ذوالفقار علی بھٹو کی جو شہادت کا دن ہے اُس پر چھٹی منائی جائے۔ جس طرح ہماری بہن نے کہا ہم ڈنکے کی چوٹ پر دہشتگردوں کی مذمت کرتے ہیں چاہے جو بھی ہوں، ہم دہشتگردی کے خلاف ہیں۔ ہمارا قیادت، قائد، شہید ذوالفقار علی بھٹو اور ہمارے شہید محترمہ بےنظیر بھٹو بھی اِس دہشتگردی کا شکار ہوئی۔ ہم تو خود پیپلز پارٹی والے دہشتگردی کے شکار ہوئے ہیں۔ ہم دہشتگردوں کی مذمت کرتے ہیں، ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہم اس کا مقابلہ کریں۔ وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ ترقی کرے۔ وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی کرے۔ ہمارا ملک انشاءاللہ ترقی کریگا۔ تو اس قرارداد کو منظور کیا جائے کیونکہ ابھی افطاری کا وقت ہے سریاب مکمل بند ہو جاتا ہے۔ شکریہ۔ اور جتنی باتیں میری بہن نے کی ہیں مَیں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں، قرارداد منظور

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب! آپ نے بات کرنی ہے؟ جی۔

مولوی نوراللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ اسپیکر صاحبہ! اجلاس کے شروع سے مَیں نے تین چار مرتبہ اجازت مانگی۔ ہر موقع پر اُسی مناسبت سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔ دہشتگردی کے اوپر لوگوں نے، ساتھیوں نے معزز ممبران نے بات کی۔ فلسطین کے شہیدوں کے لئے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کے حوالے سے بات ہوئی۔ وہ تو دنیا سے چلے گئے۔ اور بجلی کے حوالے سے بھی ساتھیوں نے بات کی۔ مَیں درد دِل کے ساتھ مختصراً کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ معزز ممبران نے کہا ہے کہ ہمارے علاقے میں روز بجلی کے تین گھنٹے سپلائی جاری رہتی ہے۔ جو کہ ہمارے کسان اور ہمارے علاقے کے باسیوں اور مکینوں کے ساتھ ظلم ہے۔ اسپیکر صاحب نے بھی فرمایا کہ یہاں وہ سیاست ہونی چاہیے جس میں عوام کے لئے ریلیف ہو۔ مَیں کئی بار اِس فلور پر بیان کر چکا ہوں

میرے حلقے اور میرے ضلع میں دو تحصیل اور تین سب تحصیل ہیں۔دو سب تحصیلوں میں تین سالوں سے بجلی نہیں ہے۔کتنے عرصے سے؟ تین سالوں سے، کیوں نہیں ہے؟۔چوروں نے بجلی کی تاریں چوری کر کے لے گئے، دس بارہ کھمبوں کی۔ابھی وہ روز مزید لے جارہے ہیں۔مَیں نے اِس کی شکایت تین سالوں میں کئی بار اِس فلور پر کر چکا ہوں۔ پھر سی ایم صاحب سے ایک letter لکھوا کر واپڈا چیف کے پاس بہ نفس نفیس خود لے جاچکا ہوں۔نہ XEN کو چھوڑا، نہ AC کو، نہ چیف کیسکو کو۔آج تک کسی نے اس پر نہ غور کیا، نہ ارادہ کیا، نہ اُس کو کچھ احساس ہوا۔ابھی یہ تین گھنٹے والے کیوں رو رہے ہیں؟ تین سالوں والوں کا کیا بنے گا؟ ہم تو یہ محسوس کرر ہے ہیں کہ میرے ضلع اور میرا حلقہ کو ہمارے حکمران اِس ملک کا حصہ نہیں سمجھتے۔اِس طرح ذبوں حالی کا، افغانستان کا ہمارے ساتھ ملحقہ علاقہ بھی نہیں ہے جتنا میرا حلقہ ہے، کیوں؟۔۔۔(مداخلت)۔قرارداد پر آرہا ہوں۔آپ چلے جائیں آپ کو اجازت ہے، آپ کو کس نے روکا ہے۔تو عرض یہ ہے کہ مَیں دہشتگردی کے حوالے سے یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ دس دن قبل میرے حلقے کے چار بندے اور اُس کے ساتھ کارکن اور مزدور، دُکی میں کوئلے کی کان میں جو مزدوری کرتے ہوئے اغواء کیئے گئے ہیں، کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ FC والے لے گئے ہیں، کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ BLA والے لے گئے ہیں۔ہمیں تعاون دیا جائے ورنہ ہم اِن لوگوں کو ہلاک کردیں گے، مار ڈالیں گے۔کدھر ہے ہماری حکومت؟ کدھر ہیں ہمارے ریاستی ادارے؟ ہماری یہ ریاست؟ سب سے زیادہ اس ظلم کا باعث بنی ہے کہ ظالموں کو اسلحے کی اجازت دے کر آزاد چھوڑ کر مظلوموں کو، غریبوں کو، بیکسوں کو نہتا کر کے اُنکو عاجز بنا دیا گیا ہے۔جو بھی اُن کو لے جانا چاہتا ہے وہ اُن کو لے جاسکتے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب! تھوڑا سا مختصر کریں۔افطار کا ٹائم ہو رہا ہے قرارداد بھی ہے۔

مولوی نوراللہ: کیا مختصر کروں؟ ابھی آپ افطاری کے بارے میں سوچ رہے ہیں، خریداری کے بارے میں سوچ رہے ہیں، آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اُن لوگوں کے گھروں کا چولہا ان کے بچوں کا کیا بنے گا جس کا والد قتل گاہ میں انتظار فرما رہے ہیں اور کرر ہے ہیں۔خدا کا خوف، یہ کس کی ذمہ داری ہے کہ اِن مظلوموں کو اِن ظالموں سے رہا کر کے اپنے گھر تک پہنچا دیں، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔اگر ریاست اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرے گی تو پھر اِس مقتول کا قاتل ریاست ہی سمجھی جائے گی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مولانا صاحب۔

مولوی نوراللہ: جناب کیا جلدی ہے، دس بار ظہر کی نماز کے بعد مَیں یہاں آ کر بیٹھا رہا، پانچ بار اجازت طلب کی۔۔۔(مداخلت) کیا قرارداد سے نہیں، ہمارے اِن مظلوموں کا کیا بنے گا۔اور یہ تین سال سے کٹی ہوئی بجلی کا کیا بنے

گا؟ اگر اسی طرح ہماری باتوں کو خاطر میں نہ لایا گیا اور ہمارے مسائل کو نہیں سُنا گیا تو پھر ہم بھی یہاں بھوک ہڑتال کر کے بیٹھ جائیں گے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مہربانی شکریہ مولانا صاحب کسی نے قرارداد کے متعلق بات کرنی ہے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 3 منظور کی جائے؟

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 3 منظور ہوئی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 5 پیش کریں ۔

میر زابد علی ریکی: میڈم اسپیکر! مَیں کہتا ہوں کہ ٹائم بھی کم ہے، یہ قرارداد مَیں کہتا ہوں آپ defer کریں next اسمبلی اجلاس میں۔ کیونکہ سارے بندے انتظار کر رہے ہیں، اِس کے بارے میں next اجلاس میں اِنشاءاللہ، آپ اِس کو defer کریں، نہیں نہیں اِسکو defer کریں۔ next اجلاس میں کر سکتے ہیں، کیوں نہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: next اجلاس کے لیے قرارداد نمبر 5 کو defer کیا جاتا ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اب مَیں آپ کو گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سُناتی ہوں۔

ORDER

In excersie of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Malik Abdul Wali Kakar, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Monday, the 1st April, 2024.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5 بجکر 57 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆